انا خاتم النبیین لانبی بعدی

مسئلہ ختم نبوت پر ایک مدلل اور لازوال تحقیق

- مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و عظمت کا قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں مدلل بیان۔
- مرزائیوں کے آرگن الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا مکمل اور مدلل جواب۔
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں۔
- مرزا قادیانی کے امراض مراق وغیرہ
- مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور عجائبات وغیرہ امور پر مفصل و مدلل گفتگو

مؤلفہ

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ العالی

سابق جنرل سیکرٹری مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، ناظم دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مجلس گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸ عمر روڈ، اسلام پورہ لاہور، پاکستان

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

مسئلہ ختم نبوت پر ایک مدلل اور لازوال تحقیق

مسئلہ ختم نبوت

- مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و عظمت کا قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں مدلل بیان۔
- مرزائیوں کے آرگن الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا مکمل اور مدلل جواب۔
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں۔
- مرزا قادیانی کے امراض مراق وغیرہ
- مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور عجائبات وغیرہ امور پر مفصل و مدلل گفتگو

مؤلفہ
شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ العالی
سابق جنرل سیکرٹری مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، ناظم دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مجلس گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸ عمر روڈ، اسلام پورہ لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر(۹)

بیاد : مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی قادری اشرفی نور اللہ مرقدہ

مفتی اعظم اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز ولی خان رضوی نور اللہ مرقدہ

نام کتاب -------- مسئلہ ختم نبوت

مرتبہ -------- علامہ سید محمود احمد رضوی

پروف ریڈنگ -------- محمد عرفان بٹ

تعداد -------- ایک ہزار

کمپوزنگ -------- المدد کمپوزرز' راج گڑھ' لاہور

سن طباعت -------- مارچ ۱۹۹۷ء

صفحات -------- ۱۲۰

نوٹ: شائقین مطالعہ ۱۰روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کرکے طلب کرسکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:

مجلس گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

جامع مسجد حامدیہ رضویہ' عمر روڈ اسلام پورہ' لاہور

فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ختم نبوت اور علماء اہل سنت	۳	شریعت اسلام کیا کہتی ہے؟	۸
خاروگل	۱۱	نبوت کا چور	۱۵
پلومر کی شراب	۱۶	مراقی نبی	۲۱
مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد	۲۳	قرآن' رسول اکرم' فاطمہ الزہرا' امام حسین کی توہین	۲۴
مرزائیوں کے عزائم	۲۷	سر ظفراللہ اور پاکستان	۳۲
ختم نبوت از قرآن	۳۵	لفظ خاتم کی تشریح	۳۶
ختم نبوت از احادیث	۴۵	دلائل عقلیہ	۵۸
اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جوابات	۶۰	مرزا کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام	۷۷
ضروری نوٹ	۸۶	الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا جواب	۸۷
چوں چوں کا مربہ	۹۰	مرزاجی کا فیصلہ	۹۳
مرزا کی عیسائیت	۹۷	مداری کی پٹاری	۹۹
عجائبات مرزا	۱۰۲	افیمی استاد افیمی شاگرد	۱۰۶
قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل	۱۰۹	مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں	۱۱۰
احادیث کی پیشگوئیاں	۱۱۱	خاتم المرسلین	۱۱۴
مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت	۱۱۷		

ختم نبوت اور علماء اہلسنّت

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیا کا سلسلہ جاری رہا اور جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ لفظ خاتم کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ تفسیر حسنات ص ۳۵۰ میں فرماتے ہیں:

"خاتم اسم آلہ ہے جس سے کسی کو ختم کیا جائے جیسے طابع جس سے طبع کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہوگئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم دیے گئے (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا"۔

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

(ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

"میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(ابو داؤد۔ کتاب الفتن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا واضح اشارہ فرمانے کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا اگر کوئی بھی شخص آج مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ اپنا حال دیکھ لے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر ابن الخطاب نبی ہوتے"۔

اس حدیث کے بعد مرزا قادیانی کا جھوٹا دعویٰ نبوت کھل کر سامنے آ جاتا ہے چونکہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں اس لیے دوسرا اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا نبی ہونا محال ہے اس لیے کہ آپ خاتم النبین ہیں۔

زیب نظر رسالہ میں مسئلہ ختم نبوت پر علمی بحث کی گئی ہے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ نے اس رسالہ میں قرآن و حدیث اور عجائبات مرزا سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے فاضل محقق کے علمی رسائل میں رد چکڑالویت، رد عیسائیت کے علاوہ بخاری شریف کی شرح فیوض الباری بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر علماء اہلسنّت کی خدمات قابل تعریف ہیں چنانچہ اس ضمن میں رئیس التحریر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ فرماتے ہیں۔

"علماء و مشائخ اہلسنت عظمت الوہیت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سینہ سپر رہے ہیں اور ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی معاف نہیں کیا' قصر نبوت میں نقب لگانے والے مرزائی قادیانی کو کیسے معاف کر دیتے؟ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کی زندگی میں اس کا شدید رد کیا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے ۱۹۰۰ء میں شمس الھدایہ لکھ مرزا کے مزعومات کا رد کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے' مرزا نے جواب دینے کی بجائے ۲۵/ جولائی ۱۹۰۰ء کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقرر کردہ تاریخ پر بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے' لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی۔ ۱۵/ دسمبر ۱۹۰۰ء کو اس نے اعجاز المسیح کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی میں لکھ کر شائع کی اور دعویٰ کیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں سیف چشتیائی شائع کی جس میں نہ صرف مرزا کے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں' بلکہ اس کی عربی دانی کا پول بھی کھول دیا۔ قادیانی آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

امام احمد رضا بریلوی نے متعدد فتووں کے علاوہ پانچ رسائل قادیانیوں کے رد میں لکھے۔ ان کی زندگی کی آخری تصنیف "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" مرزا کے رد میں ہے آپ کے صاحبزادے حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی نے "الصارم الربانی" مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتے ہوئے' مرزائیوں پر حجت قائم کر دی۔

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے مرزا کے رد میں دو جلدوں میں "الکاویہ علی الغاویہ" لکھی' پروفیسر مولانا الیاس برنی نے مرزائیت کے رد میں مبسوط کتاب "قادیانیت کا علمی محاسبہ" لکھی'

مولانا کرم الدین دبیر نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف مقدمہ کیا' جو دو سال چلتا رہا۔ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے جج نے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں بالترتیب پانچ سو اور دو سو روپے جرمانہ کیا۔ مولانا نواب الدین سنکوہی ساری زندگی ان کی تردید کرتے رہے۔ وہ حسب ضرورت زبان کے ساتھ لاٹھی بھی استعمال کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقوں نے مل کر تحریک ختم نبوت چلائی اور بالاتفاق مجلس عمل کا صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا' مطالبہ یہ تھا کہ ظفراللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے' حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کیے اور قائدین کو گرفتار کر لیا' علامہ ابوالحسنات نے سکھر جیل میں جب یہ سنا کہ ان کے اکلوتے بیٹے مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں پھانسی دے دی گئی ہے تو ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مخالفین بھی عش عش کر اٹھے۔ قائدین کی گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان کو مرکز بنا کر شعلہ بار تقریروں سے آگے بڑھایا' انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت تھی کہ بعد میں یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا۔"

۱۹۷۴ء میں دوبارہ ختم نبوت چلی تو علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور ۷/ ستمبر کو مرزائی قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس موقع پر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلماء پاکستان' علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری' مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا ذاکر (جھنگ) کی مساعی لائق صد ستائش ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر یہ مجموعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر علامہ سید

محمود احمد رضوی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس سلسلے میں علامہ سید محمود احمد رضوی کو اعظم خان کی مارشل لاء کے دور میں گرفتار بھی کیا گیا' قلعہ میں بند رکھا گیا اور سنٹرل جیل میں بھی قید رکھا گیا۔

مسئلہ ختم نبوت کا یہ علمی رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالٰی ہم سب کو مرزا قادیانی کے فریب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کنور فرحان

۱۲/ مارچ ۱۹۹۷ء

۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

آتے رہے انبیا کَمَا قِیلَ لَهُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّكُمْ کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی

مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے

شریعت اسلام کیا کہتی ہے:

ملت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ چنانچہ ۳ جولائی کو لاہور میں جو اجتماع ہوا اس میں ہر طبقہ خیال کے علماء اور ہر مدرسہ فکر کے رہنماؤں نے متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ مرزائی صرف کافر نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں۔ یہ بات بھی سب کو تسلیم ہے کہ اگر مرتد توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے اور حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ مرتد کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں مرے اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اس کا بیان ہے جو مرتد ہو جائے اور اسی ارتداد پر مرے اس کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لیے داخل کیا جائے گا۔

۲- دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تو ان کی سرکوبی کے لیے اللہ

ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھیں گے جو مسلمانوں کے سامنے حقیر اور کافروں پر سخت ہوگی۔

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔

وہ قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی اور ملامت سے خوف نہ کھائے گی۔

۳۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں مرتدوں کے قتل کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے ہی حکم سے قبیلہ عرینہ کے چند مرتد افراد کو قتل کیا گیا (بخاری)

۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا کیونکہ وہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر کے مرتد ہوگئے (بخاری)

۵۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، ابن صیاد، شجاع، خویلد یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے زمانہ حیات نبوی و زمانہ صحابہ کرام میں دعویٰ نبوت کیا۔ ان کو مرتد قرار دیا گیا اور قتل کیا گیا۔ ابن صیاد نے چونکہ توبہ کر لی تھی اس لیے اس کو باقی رکھا گیا۔ بہرحال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے اور واجب القتل ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً حضور سید المرسلین خاتم النبیین حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی توہین کرنے والے مرتد کے متعلق تو آئمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ وہ فوراً قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔

۶۔ مرتد سے سلام کلام میل جول حرام ہے اس کی بیع و شراء اور عقود سب فاسد ہیں اس کو تو زمین پر چلنے کا بھی حق نہیں ہے۔

مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے۔ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح اس کو ذمی یا مستامن بھی نہیں قرار دیا جا سکتا چہ جائیکہ اس کو اقلیت قرار دیا جائے۔ مرتد خدا و رسول کا باغی ہوتا ہے اور باغی کی سزا سب جانتے ہیں کہ کیا ہے؟

بہرحال یہ تو ہے مرتد کے متعلق اسلامی نظریہ اور فقہی احکام جن پر تمام

مسلمانوں کا اتفاق ہے شریعت اسلامیہ کے اس صاف اور واضح قانون کی روشنی میں ہمارا اصلی اور شرعی مطالبہ تو وہی ہونا چاہیے کہ ان کو مرتد قرار دیا جائے اور ان پر مرتدوں کے احکام نافذ کیے جائیں۔ مگر یہ کام حکومت کا ہے اور ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ میں آج اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا فرض ہے کہ قانون اسلامی کو عملی جامہ پہنائیں۔ کیونکہ صحیح اسلامی حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں کا استحصال کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ افسوس آج صحیح اسلامی حکومت نہیں اور اقتدار کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں ہے جن کے دل و دماغ پر فرنگیت سوار ہے۔ اس لیے عوام حضور نبی کریم علیہ السلام کے اس حکم کے پابند ہیں۔

"کہ جب تم کوئی منکر بات دیکھو تو اس کو طاقت سے ختم کر دو اور اگر طاقت و حکومت نہ ہو تو پھر زبان سے جہاد کرو"۔

اب رہا مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اس کے متعلق تو سب کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مطالبہ سے مرزائیوں کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ جمعیتہ کے مشیر خصوصی نے بھی "بصیرت" میں لکھا ہے۔

"کہ ہم جانتے ہیں کہ اس سے مرزائی صاحبان کو فائدہ ہوگا جو حضرات مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے باوصف کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے فائز المرام ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے' وہ اقلیت کے افراد ہونے کے اعتبار سے ایک دو نشستیں حاصل کر سکیں گے"۔

اس لیے اقلیت والے مطالبہ کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مطالبہ ایک نہایت ہی نیچے درجہ کا مطالبہ ہے اور مرزائیوں کو مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ وہ ان کے متعلق اپنا اصلی مطالبہ پیش نہیں کر رہے۔ حکومت کو بھی اپنی پہلی فرصت میں اس مطالبہ کو تسلیم کر لینا چاہیے کیونکہ اگر مسلمانوں نے اپنا اصلی اور شرعی مطالبہ پیش

کر دیا تو بہت مشکل پڑ جائے گی مسلمان مرزائیوں کو اقلیت اس لیے قرار دینا چاہتے ہیں۔

۱- تاکہ ملت پر ظاہر ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی خارج از اسلام اور مرتد ہے۔

۲- تاکہ پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے۔

۳- مرزائیوں کو اصول اقلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

۴- مرزائیوں کی خلاف پاکستان سازشوں کو ختم کیا جائے۔

خار و گل

نبی کیوں بنے؟

مثنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ وقت کو جب خبر پہنچی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ ضرور وہ شخص یا تو پاگل دیوانہ ہے یا بھوکا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے مدعی نبوت کو بلایا اور باورچی خانہ میں قسم قسم کے کھانے چنوا دیے۔ مدعی نبوت نے جب انواع و اقسام کے لذیذ کھانے دیکھے تو بے تحاشا نگلنے لگا۔ خلیفہ وقت نے کہا نبی صاحب اب بھی سلسلہ الہامات جاری ہے یا نہیں۔ مدعی نبوت نے نہایت متانت سے جواب دیا جی ہاں۔

"ابھی ابھی وحی آئی ہے میرا رب فرماتا ہے اے میرے پیارے نبی
اس باورچی خانہ سے کبھی مت نکلنا"۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور خاتم المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بعد دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو یا تو دیوانہ، سڑی و پاگل ہو یا پیٹ سے بھوکا، اور دنیا طلبی کا سودا اس کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہو۔

چنانچہ یادش بخیر مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ لیجئے۔ آپ سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے ملازم تھے۔ مگر پندرہ بیس روپے میں شکم اقدس کی کون کون سی درخواستیں پوری فرماتے۔ اس لیے آپ نے سمجھ لیا کہ غریبانہ زندگی بسر کرنا بڑا مشکل کام ہے کوئی نیا سلسلہ جاری کرنا چاہیے تاکہ۔

یاں تو آرام سے گزر جائے
عاقبت کی خبر خدا جانے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی زندگی کو رنگین اور عیش و آرام سے گزارنے کے لیے کچھ دعاوی کیے مگر جب ان دعووں سے پیٹ کی خواہشیں پوری نہ ہو سکیں تو آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اور نبی بن جانے کے بعد اب مرزا جی کی پانچوں گھی میں ڈوب گئیں۔ روپوں کی بوچھاڑ ہونے لگی فرنی، زردے، پلاؤ، قورمے میسر آنے لگے کبھی ماجھے خاں کا منی آرڈر آیا اور کبھی شمس الدین پٹواری نے اپنے اکرام کی بارش کر دی، اور پھر حضرت "ٹیچی، ٹیچی" جناب حیراتی صاحب نے بھی الہامات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور یہ الہامات بھی صرف روپوں کے متعلق ہی ہونے لگے۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں "ایک دفعہ کشفی طور پر ۴۴ یا ۴۶ روپے دکھائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لائلپور سے بھیجنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کارڈ آیا جس میں لکھا تھا ۴۰ روپے ماجھے خاں کے بیٹے اور ۴ روپے پٹواری کی طرف سے ہیں۔

(نزول المسیح ص ۲۰۹ و مکاشفات ص ۳)

پھر فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ اکیس روپے آئیں گے کم نہ زیادہ (نزول المسیح ص ۱۲۸) چنانچہ اکیس روپے آ گئے۔

اور فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے وحی آئی کہ عبداللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خان۔ میں

نے سب کو اطلاع دے دی کہ اس نام کے کسی شخص سے روپیہ آئے گا۔ (نزول المسیح ص ۱۵۹)

ناظرین ان تمام الہامات سے ظاہر ہوا کہ مرزا جی نے نبوت کی دکان صرف اس لیے چمکائی تھی تاکہ روپوں کی بارش شروع ہو جائے یعنی ان کا دعوئی نبوت صرف دنیا طلبی کے لیے تھا اور وہ اسی لیے نبی بنے تھے۔

بلی کو خواب

پھر جس طرح بلی کو خواب میں بھی چھیچھڑے نظر آتے ہیں ٹھیک اسی طرح آپ کو بھی خواب روپوں پیسوں کے آتے تھے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

"رویا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جس میں سے کچھ پیسے نکل کر باہر آ گئے ہیں" (البدر ص ۵ ' ۱۹۰۵ء) اور فرماتے ہیں رویا میں دیکھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری سامنے پیش کرتی ہے" (البدر' ج۱' نمبر ۲۸ ص ۱۹۵) اور کہتے ہیں اور عالم کشف میں دیکھا آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ (مکاشفات ص ۵۸)

پھر فرماتے ہیں کہ "ہر شخص جانتا ہے جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے..... مجھے فقط اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔ مگر اب (یعنی بعد از دعوئی نبوت) اس نے کئی لاکھ آدمیوں کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاک خانہ والوں سے پوچھو کہ کس قدر روپیہ اس نے بھیجا میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں اے ایمان والو! کہو یہ معجزہ ہے یا نہیں"۔ (نزول المسیح ص ۱۱۸)

دیکھئے اس بیان میں مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے کہ دعوئی نبوت سے قبل مجھے اپنے دستر خوان کی فکر تھی صرف اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف رہتا تھا مگر جب میں نے نبوت کا دعوئی کیا تو میری پانچوں گھی میں ڈوب گئیں جس سے یہ چیز بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا جی نے یہ ڈھونگ صرف حصول زر و لقمہ تر کے لیے رچایا تھا۔

کیوں مرزائیو!

ذرا انصاف سے کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کے بھی ایسے ہی معجزے تھے اور کیا نبی علیہ السلام کو بھی دنیا اور روپوں کی لالچ تھی۔ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو مرزا جی مظہر صفات محمدیہ ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کا ظل و عکس قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف دنیا ہی کے طالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی مقدس زندگی کے ساتھ مرزا جی جیسے لالچی اور دنیا پرست انسان کی زندگی کو ملانا بدترین گناہ ہے کہاں مرزا جی اور کہاں خاتم المرسلین۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

بد ہضمی

پھر جس طرح مرزا جی کو وحی' الہام' خواب اور رویا روپے پیسوں کے آتے تھے ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کو قسم قسم کے لذیذ کھانے اور مٹھائیاں بھی دکھائی دیتی تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک خوان میرے پیش ہوا اس میں فالودہ معلوم ہوتا تھا اور کچھ فرنی بھی رکابیوں میں تھی۔ میں نے کہا کہ چمچہ لاؤ (شاید یہ ٹیچی فرشتے سے کہا ہوگا) تو کسی نے کہا کہ ہر ایک عمدہ کھانا نہیں ہوتا سوائے فرنی اور فالودہ کے۔ (البدر جلد ۲)

اور سنئے

آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوش نما برفی ایک ڈبہ میں دیکھی (مکاشفات ص ۳۷ (شاید برفی دکھانے والا جناب خیراتی صاحب ہوں گے۔

پھر فرماتے ہیں

رویا میں کسی نے بیروں کا ڈھیر چارپائی پر لا کر رکھ دیا۔ (مکاشفات ص ۳۶)

معلوم ہوتا ہے بچپن میں مرزا جی کو بیروں سے بڑا پیار ہوگا جبھی تو خواب میں بھی بیر نظر آ گئے۔

پھر فرماتے ہیں رویا خواب میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور بیر پکے ہوئے پیش کیے (مکاشفات ص ۲۷)

اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ زیادہ چیزیں کھانے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور نہ معلوم یہ بیر، فرنی، برفی وغیرہ مرزا جی نے ایک رات ہی میں تناول فرمائیں یا کئی رات یہ خوان پیش ہوتے رہے۔ مگر اغلب یہی ہے کہ یہ سارے بیروں، برفیوں اور فرنی اور فالودوں کے خواب ایک ہی رات میں پیش آئے اور مرزا جی بغیر ڈکار لیے ایک ہی سانس میں ہضم کر گئے۔ جس کی وجہ سے بدہضمی ہو جانے کا اندیشہ قوی پیدا ہوگیا۔ مگر نہیں جناب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مرزا جی کا خدا کوئی ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں بلکہ حکیم تھا۔ جب مرزا جی کے مہربان خدا نے سب کچھ کھلا دیا تو اب ہوئی فکر بدہضمی کی کہ کہیں یہ فالودہ برفی اور پکے ہوئے بیر اپنا رنگ نہ لائیں۔ چنانچہ اس کے انتظام کے لیے کہ ہاضمہ نہ بگڑ جائے مرزا جی کے خدا نے کرم فرمایا۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

رویا میں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی۔

(مکاشفات، ص ۴۵)

لیجئے جناب بدہضمی کا قصہ بھی پاک ہوگیا اور حضرت صاحب بغیر ڈکار لیے سب کچھ ہضم کر گئے۔

نبوت کا چور

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی)

سناتے تھے کہ جب میں بچہ تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اپنے گھر سے میٹھا لاؤ، میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ یہ کارنامہ کس ذات شریف کا ہے یہ کارنامہ جناب امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اور آپ کے اس کارنامہ کو مرزا صاحب کے لخت جگر نور نظر مرزا بشیر الدین نے کتاب سیرۃ المہدی کے صفحہ ۲۲۶ پر تحریر فرمایا ہے۔

یعنی مرزا بشیر الدین کی والدہ اپنے شوہر کا مقدس بچپنہ بیان فرما رہی ہیں کہ حضرت صاحب کو بچپن میں چوری کی عادت تھی اور اس کام کے لیے ان کے ساتھی بچوں کی نظر انتخاب بھی صرف حضرت صاحب پر ہی پڑا کرتی تھی اس لیے کہ

"ہر کسے را بہر کارے ساختند"

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کا بچپن چوری میں گزرا ہو اور جس کو لڑکے چوری کرنے کے لیے خاص طور پر منتخب کرتے ہوں وہ شخص بڑا ہو کر چوری کرنے سے کیونکر باز آ سکتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرزا جی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تاج و تخت ختم نبوت میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

پلومر کی شراب

نبی اور شراب یہ کبھی آپ نے نہ سنا ہوگا مگر پنجاب کے بناسپتی نبی مرزا غلام احمد قادیانی شراب و افیون بھی استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء لکھتا ہے کہ

"حضرت مسیح موعود مرزا جی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون

نصف طب ہے۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی ایک دوا بنائی۔ اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے تھے"۔

اور سنیئے خطوط مرزا بنام غلام محمد ص ۵ مکتوبات مرزا جی کو حکیم محمد حسین قریشی کو لکھتے ہیں۔

"اس وقت میاں یار محمد کو بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔"

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹانک وائن کی حقیقت لاہور پلومر کی دوکان سے دریافت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے (سودائے مرزا ص ۳۹)

سمجھے آپ مطلب یہ ہے کہ شراب قادیانی نبوت میں شاید جائز ہوگی یہ ہی وجہ ہے مرزا جی ان منشیات کا استعمال کرتے تھے اور افیون کھاتے تھے۔ شراب اور اعلیٰ درجے کی شراب منگاتے تھے۔ مگر پھر بھی نبی تھے یہ ہیں وہ خصوصیات جو اس سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔

ٹیچی ٹیچی

حقیقت الوحی کے صف ۳۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ مارچ ۱۹۷۵ء کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام "ٹیچی ٹیچی" ہے۔ سبحان اللہ مرزا جی کے فرشتہ کا کیا پیارا نام ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ مرزا جی کا فرشتہ جھوٹ بولنے

کا عادی ہے تو جس کے پاس ایسا فرشتہ آوے وہ کیا ہوگا۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

پیپرمنٹ

مرزا جی کے الہامات تو بڑے عجیب و غریب تھے۔ اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے کہ (حضور) مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی ہے جس پر لکھا تھا "خاکسار پیپرمنٹ"

ایک دفعہ مرزا کو الہام ہوا۔ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۵) لیکن پھر مرزا جی کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی نے الفضل ص ۱۲-۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء میں لکھا کہ "نادان ہے وہ شخص جس نے کہا ہے کہ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ کیونکہ خدا کے کرم بندہ کو گستاخ و سرکش نہیں بنایا کرتے۔

یہ ہے باپ بیٹے کی جنگ یعنی مرزا کو بعض الہام ایسے بھی ہوتے تھے جن کو ان کے فرزند ارجمند خلیفہ ثانی غلط قرار دے دیا کرتے تھے۔

رحم پر مہر

مرزا جی تتمہ حقیقۃ الوحی کے صف ۱۳ پر مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ گویا اسی دم سے خدا نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے لفظوں میں سنا دیا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ چلے گا۔

ذرا غور کیجئے مرزا جی کا خدا جب کسی کی بیوی کی رحم پر مہر لگا دے تو یہ مہر توڑ کر نو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آ سکے اور اولاد کا سلسلہ نہ چل سکے لیکن جب حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کا سچا خدا نبوت پر مہر لگا دے تو ایک پچاس ساٹھ برس کا بوڑھا

"نبی" کسی نہ کسی طرح مہر توڑ کر باہر آ جائے اور نبوت کا سلسلہ جاری رہے۔

خاتم الاولاد

مرزا جی تریاق القلوب میں لکھتے ہیں اسی طرح میری پیدائش ہوئی۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی اس کے بعد میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہوئی اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا۔

کچھ سمجھے آپ؟ مرزا جی جب اپنی والدہ کے پیٹ سے نکلے تو دروازہ بند ہو گیا۔
اب ان کی والدہ کے پیٹ مبارک سے نہ اصلی لڑکا لڑکی نکل سکے اور نہ ظلی، بروزی، غیر تشریعی لڑکا لڑکی برآمد ہو سکے کیوں۔ اس لیے کہ مرزا جی خاتم الاولاد بن کر نکلے تھے اور پھاٹک بالکل بند ہو چکا تھا۔ بھلا خاتم الاولاد کے بعد بھی کوئی اولاد باہر آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی اولاد ان کی والدہ کے پیٹ سے باہر آ جاتی تو وہ بناسپتی اور نقلی ہی ہوتی۔ یہ ہی حال مرزا جی کا ہے۔ وہ حضور خاتم المرسلین کے بعد نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اس لیے مرزا جی نبی تو ہیں مگر نقلی، بناسپتی اور کذاب نبی۔

گویا بچے ہی تھے

مرزا بشیرالدین صاحب سیرۃ المہدی حصہ اول کے ص ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد، مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے۔
واقعی ایک بچہ کا بچہ پیدا کرنا بہت بڑا معجزہ ہے مرزا صاحب کی نبوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے "بچے ہی تھے" کی حالت میں ایک بچہ پیدا کر دیا۔ امت مرزائیہ اس سے مرزا جی کی نبوت کا استدلال کیوں نہیں کرتی۔

بھجے دی ماں

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ المہدی کے حصہ اول کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "بھجے دی ماں" کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی..... اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔
گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے جب ترک کر دی تھی تو مرزا فضل احمد کہاں سے تشریف لے آئے۔

ایک اور تماشا

مرزا جی فرماتے ہیں ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اخبار الحکم قادیان جلد ص ۵ ص ۳۵۔
کیا تماشا ہے جب پندرہ برس کی عمر کے درمیان جب کہ آدمی پورا بالغ نہیں ہوتا. مرزا جی کے ہاں مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تو مرزا فضل احمد زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر میں جب کہ انسان حقیقی بچہ ہوتا ہے پیدا ہو گئے یعنی مرزا جی کی نبوت کا ایک زبردست کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہیں فضل احمد کی والدہ بھجے دی ماں سے اوائل ہی سے بے تعلقی تھی اور انہوں نے اوائل ہی سے مباشرت ترک کر دی تھی اور ان کی عمر بھی دس گیارہ برس کی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے بطور اعجاز پیاپے دو لڑکے پیدا کر دیے (سبحان اللہ) واقعی یہ نبوت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

جائے نفرت

مرزا صاحب اپنے متعلق خود فیصلہ کرتے ہیں اور صاف طور پر اعلان فرما رہے ہیں کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے اور آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اب اس کی تفصیل کی ضرورت تو شاید نہ ہوگی کہ بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار کیا چیز ہوتی ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں اور مرزائی حضرات اس پر ایمان لائیں کہ مرزا کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ "انسانوں کی عار" اور بشر کی جائے نفرت تھے نبی ولی نہ تھے۔

احمدیوں کا اقرار

مراقی نبی

"میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی' جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا دو چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول (اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲) اور رسالہ احمدی خاتون جلد ۲ نمبر ۴ و ۵ صفحہ ۳۳)

۲۔ چودھری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب احمدی لکھتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' درد سر' کمی خواب' تشنج دل اور بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔ اور وہ عصبی کمزوری تھا"۔ (ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

۳۔ یہی ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے مگر جہاں تک مجھ کو علم ہے انہوں نے اس کی تفصیل یا علامات کی تشریح نہیں فرمائی۔ یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطین سے جدا کرتا ہے اور معدہ کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے پرانے سوء ہضم کی وجہ سے اس پردے میں تشنج سا ہوتا ہے۔ بدہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا تو یہ امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی' اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

۴۔ مراق کا جو مرض حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت' تفکرات' غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے ص ۱۰ پر ہے)

۵۔ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (یعنی میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ "مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

"نبی"

نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے' جذبات پر قابو ہوتا ہے۔ (ریویو' بابت ماہ مئی' ۱۹۲۶ء' ص ۳۰)

"صاحب مراق"

اس مرض یعنی مراق میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔ (ریویو' بابت ماہ اگست ۱۹۲۶' صـ ۶)

ناظرین کرام یہ تمام اقتباسات مرزائیوں کی کتب کے ہیں ان میں غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ مرزا جی مراقی اور پاگل تھے اور جو پاگل اور مراقی ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزائیوں کو خود اقرار ہے کہ مرزا جی پاگل تھے تو پھر وہ ان کو نبی کیوں مانتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں "حوریں" "روپے" اور "ملازمتیں" ملیں وہاں ایمان و دیانت کہاں باقی رہتا ہے۔

مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد

حکومت پاکستان اور ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ

مرزائیوں کے عقائد

۱۔ **تمام مسلمان کافر ہیں:** کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت، ص ۳۵، مصنف میاں محمود)

۲۔ **مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے:** خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے (چشمہ معرفت مصنف مرزا غلام احمد ص ۳۱۷)

۳۔ **مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے:** مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جو شخص مرزا کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲ مصنف مرزا غلام احمد)

۴۔ **مرزا کے مخالف جنگل کے سور ہیں:** مرزا غلام احمد کے مخالف جنگلوں

کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ (نجم الهدیٰ، ص ۱۰، مصنف غلام احمد)

۵۔ **غیر احمدی ہندو اور عیسائی کی طرح کافر ہیں:** (ملائکۃ اللہ ص ۲۶ مولفہ بشیرالدین)

۶۔ **مرزا کا منکر کنجریوں کی اولاد ہے:** جو شخص میرے دعوٰے (نبوت) کی تصدیق نہیں کرتا مجھے قبول نہیں کرتا رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد ہے (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ مصنف مرزا غلام احمد)

۷۔ **مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں:** مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے (برکات خلافت ص ۷۳ مصنف مرزا بشیر الدین محمود)

۸۔ **غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں:** غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں۔ ("انوار خلافت" ص ۸۶ مصنف مرزا بشیرالدین)

قرآن، رسول اکرم، فاطمہ الزہرا، امام حسین کی توہین

۱۔ **رسول اللہ پر بہتان:** حضرت محمد ﷺ سور کی چربی والا پنیر کھا لیتے تھے (معاذ اللہ) الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء

۲۔ **محمد ﷺ سے بڑھ کر:** اس نظم کے دو شعر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے اس کے ایک مرید اکمل نامی نے پڑھی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں مرزا کو پیش کی جسے مرزا صاحب جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(الفضل ص ۱۴ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

"الفضل" اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بجائے تقریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور۔۔۔۔ (جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف سماعت حاصل کرنے اور "جزاکم اللہ تعالیٰ" کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفانی کا ثبوت دے"۔

("الفضل" ۲۲-۸-۴۴ ص ۴)

تف ہے اس ایمان پر اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

ع گر ولی ایں است لعنت بر ولی

۳۔ مرزا صاحب کا دعوٰی کہ میں محمد ہوں

منم مسیح زماں و من کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ میں مسیح ہوں اور موسیٰ کلیم خدا ہو میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں)۔

(تریاق القلوب مصنف مرزا غلام احمد ص ۳)

۴۔ اس وحی اعلیٰ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ص ۱۱' ایک غلطی کا ازالہ)

۵۔ خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود قرار

دیا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ مصنف مرزا غلام احمد)

۶۔ **ہر شخص ترقی کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے:** یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (مزار بشیرالدین اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ **قرآن پاک کی بے حرمتی:** اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن و حدیث گالیوں سے پر ہے (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۸۲)

۸۔ **حضرت فاطمہ الزہرا پر اتہام:** حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ' ص ۱۱' مصنف مرزا غلام احمد)۔

۹۔ امام حسین علیہ السلام کی توہین:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹ مرزا غلام احمد)۔

دوسرا باب

مرزائیوں کے عزائم

۱- "ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے: حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جواؤ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے"۔ (مرتبہ منیر احمد ونیس احمدی۔ مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔

۲- ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے: "میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی

طرح جلد متحد ہو جائیں"۔

(بیان مرزا بشیرالدین محمود اخبار الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

۳- حکومت کے خواب: "تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو"۔

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

۴- ۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر دو: ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جا سکتی اور مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔

(۱۶ مئی ۱۹۵۳ء)

۵- ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہیے: جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے (الفضل ۱۱ جنوری ۵۲ء)

۶- ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے: ہماری اصل غرض احمدیت کا پھیلانا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم مجنونانہ تبلیغ کریں۔

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق' عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں"۔

("اخبار الفضل" قادیان' جلد۶' نمبر ۴۲)

(چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں)

انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا اس کے مختصر حوالہ جات شائع کیے جا رہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو بھی تحریک اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لیے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیرالدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی اس لیے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہو گئی تو "الفضل" کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگرس:

"بے شک کانگرس کے اصول بڑے جمہوری تھے"۔ (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)

"تقسیم اصولاً غلط ہے"

ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک

ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔

(الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء)

ہم ہندوستان حکومت کے وفادار ہیں

"مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے "خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں" (الفضل ۲ فروری ۱۹۴۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

"میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں"۔ (شہادت القرآن ص ۸۱)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

"انگریزی سلطنت بھی تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسئلہ نہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۲۲)

یہ امن مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں

اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں"۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

"التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا نہ اب ہی فرق ہے۔

(درخواست مرزا صاحب بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نمبر ۷ ص ۲۰)

تیسرا باب

سر ظفر اللہ اور پاکستان

۱- **قرارداد پاکستان پر ظفر اللہ کی تصریحات:** "جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں"۔ (ڈیوائڈ انڈیا ص ۲۰۷)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ سر ظفر اللہ پاکستان کے نعرے کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھتے تھے یا بالفاظ دیگر پاکستان کا نعرہ لگانے والوں کو پاگل خیال کرتے تھے اور اپنے خصوصی عقائد کی بناء پر یہی خیال کرتے تھے کہ انگریز جو ان کے نزدیک اولی الامر ہے، ہندوستان سے نہیں جا سکتا اس لیے پاکستان بھی نہیں بن سکتا۔

۲- **پاکستان کی اطاعت کی بجائے اطاعت خلیفہ محمود:** لیک سس ۶ نومبر- عرب ڈیلیگیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلی گیشن کے لیڈر چودھری محمد ظفر اللہ خاں کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی"۔

(اخبار الفضل ۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ناپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا امیر مرزا بشیر ہے اگر ایسا نہیں تھا تو شکریہ کا تار حکومت پاکستاب کی بجائے مرزا بشیر کو کس حیثیت میں ظفر اللہ نے دلوایا یہ ایک سیدھا

ساده سوال ہے جس کے جواب کے لیے عوام مضطرب ہیں وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

وزیر خارجہ یا مبلغ مرزائیہ

۲۸ مئی ۱۹۵۲ء جہانگیر پارک کراچی میں مرزائیوں کی جو دو روزہ کانفرنس ہوئی اور جس پر یہ حکومت کی طرف سے پابندی عائد کی گئی تھی کہ کانفرنس میں کسی اختلافی مسئلہ پر تقریر نہیں ہوگی۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے جو گوہر افشانی کی وہ مندرجہ ذیل سطور میں مرزائیوں کے اخبار الفضل ۳۱ مئی کی اشاعت سے نقل کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسی تقریر سے مسلمانان کراچی کی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ گھنٹہ تک پاکستانی پولیس نے اشک آور گیس کے بموں کا استعمال کر کے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہا اور اندھا دھند لاٹھی چارج کر کے انہیں کفر و ارتداد کی تبلیغ روکنے سے بند رکھنے کی کوشش کی گئی۔

"آخر میں چودھری (سر ظفر اللہ خاں) صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی۔ لیکن آپ کے دعوے کے بعد یہ حالت بدل گئی۔ کسی مسلمان کو آج بھی جب کسی آریہ سے ہندو یا عیسائی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو وہی دلائل پیش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں درج ہیں۔ کیونکہ ان دلائل کے بغیر آج چارہ نہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ پودا اسلام کی حفاظت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں دیا گیا تھا۔

اگر نعوذ باللہ آپ کے (غلام احمد) وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا اور اسلام کی کوئی برتری دیگر مذاہب

سے ثابت نہیں ہو سکتی"۔

المصلح کراچی ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء

منقول الفضل ۳۱ مئی ص ۵ کالم ۲

سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

۱- وہ بہت منحوس گھڑی تھی جب چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔

(مغربی پاکستان لاہور)

۲- سر ظفر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔ (نوائے وقت)

۳- چودھری ظفر اللہ اپنے ذاتی رجحانات کی بنا پر پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں (شعلہ)

۴- چودھری ظفر اللہ خاں اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بھی انگریز کو اپنا آقا اور مولا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ ہے کہ ڈپلومیسی کے میدان میں وہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۵۲ء)

۵- بہرحال یہ واقعہ ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکی تو اس کا حقیقی سبب ظفر اللہ خاں کی ذات ہے جس کی خوش عقیدگی کا دامن برطانیہ سے بندھا ہوا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اگر پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو پر امن ذرائع سے حل کرنے کا متمنی ہے تو اسے اپنی خارجہ پالیسی پر اس وقت تک نظر ثانی نہیں ہو سکتی جب تک چودھری ظفر اللہ خاں کو موجودہ عہدے سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۵۲ء)

۶- جہاں تک پاکستان کے فہمیدہ طبقوں کا تعلق ہے ان کا ایک فرد بھی اس سے

اختلاف نہیں کرے گا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ کی پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہو چکی ہے۔ ہم نے اینگلو امریکی بلاک سے ضرورت سے زیادہ دوستی کے تعلقات بڑھائے لیکن اس دوستی سے ہمیں فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا۔ کیونکہ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ گئی اور اسے اس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔
(آفاق ۳ اپریل ۱۹۵۲ء))

۷۔ چودھری صاحب ان لوگوں میں ہیں جو ہر گورے کو لیفٹنٹ گورنر سمجھتے ہیں اور اس کی مافوق الفطرت صلاحیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تسنیم لاہور ۲۷ مارچ ۵۲ء)

ختم نبوت از قرآن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ ۲۲ رکوع ۲)

اس آیت کا ترجمہ ہم خود نہیں کرتے بلکہ مرزائیوں کے مطاع و امام کا کیا ہوا ترجمہ ہی پیش کرتے ہیں تاکہ ان پر قطعی حجت ہو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

صفحہ ۶۱۴، ۲۵۲ ازالہ اوہام

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهٗ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم فِيْ قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بِبَيَانٍ وَّاضِحٍ لِّلطَّالِبِيْنَ۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴ و مجموعہ صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے (اے بے سمجھ مرزائیو) کہ خدا رحیم و کریم

نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے۔

مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ "مشکوۃ کتاب الفتن" میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نہیں۔

شکر اللہ کہ میان من ادصلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر مستانہ زوند

(حافظ شیرازی)

اگرچہ ہم نے آیت خاتم النبین کی تفسیر میرزا صاحب کی زبان و قلم سے کی ہوئی پیش کر دی ہے جس کے بعد کسی مرزائی کو ہمارے ساتھ خاتم کے معنوں میں الجھنے کا مطلقاً استحقاق باقی نہیں رہتا مگر ہم اتمام حجت کے لیے لفظ خاتم کے معنی لغات سے پیش کرتے ہیں۔ وھوٰذا

لفظ خاتم کی تشریح

(۱) مفردات راغب صفحہ ۱۴۲ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَيْ تَمَّمَهَا بِمَجِيْئِهٖ۔ یعنی حضور کو خاتم النبین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

۲۔ لسان العرب: خَاتِمُهُمْ وَ خَاتَمُهُمْ اٰخِرُهُمْ۔ خاتِم اور خاتَم کے معنی ہیں آخر۔

۳۔ تاج العروس: وَمِنْ اَسْمَائِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِمَجِيْئِهٖ اور خاتِم اور خاتَم قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور انہیں معنوں میں ارشاد خداوندی ہے۔ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ یعنی آخِرُ النَّبِيّٖنَ۔

مذکورۃ الصدر حوالجات سے ثابت ہوگیا ہے کہ خاتم النبین کے معنے آخر النبین کے ہیں نہ کہ افضل و اعلیٰ کے۔

سرخدا کہ عابد و زاہد کسے نگفت
درحیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید

(حافظ شیرازی)

میرزائیوں کا ایک ناجائز مطالبہ

میرزائی کہتے ہیں کہ لفظ خاتَم فتح تا کے ساتھ جب جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی ہمیشہ افضل کے ہوتے ہیں۔ میرزائیو اول تو تمہارا یہ مطالبہ ہی صحیح نہیں کیونکہ جب ہم آیت خاتم النبین کے متعلق میرزا صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پیش کر آئے ہیں تو تمہیں بغیر کسی حیل و حجت کے اس کو تسلیم کرلینا چاہیے مگر خیر ہم تمہاری ناز برداری کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی پورا کرتے ہیں (لعلکم تعقلون) لیجئے! میرزا صاحب ہی رقم طراز ہیں "اسی طرح میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا" تریاق القلوب صفحہ ۳۷۹"۔

"بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا کا نام جو عیسیٰ ہے (خاتمہ نصرۃ الحق، ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ب ۱۱)

میرزائیو ذرا ہوش سے کام لو ۔

نہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

(امیر مینائی)

سوال: جب خاتم الشعرا یا خاتم الاطبّا وغیرہ کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو پھر خاتم الانبیا کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب: یہ استعمال مجازی ہے پہلے حقیقی معنی ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہو سکیں تو پھر مجازی چونکہ یہاں حقیقت مہجور و متروک نہیں اس لیے وہی مراد ہوگی مجاز کے لیے قراین خارجیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہاں نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بے نظیر شاعر اور فلاں بے نظر ادیب ہے تو اس کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں سے اچھا ہے اور اگر کوئی مخالف عیسائی کہے تو پھر جب بے نظیر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو جب خدا کو تم بے نظیر کہتے ہو تو اس کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے نہ کہ وہ احد محض ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ استعمال مجازی ہے اور اللہ کے متعلق حقیقی اس لیے کہ اس کا واقعی کوئی شریک نہیں اسی طرح خاتم الشعرا وغیرہ میں مجازی استعمال ہے اور خاتم النبین میں حقیقی یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

جواب ثانی: خاتم النبین کو خاتم الاطبّا وغیرہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ خاتم النبین جمع مذکر سالم ہے اور یہ قاعدہ جمہور نحویوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر جمع مذکر سالم پر الف لام داخل ہو تو اس وقت استغراق حقیقی مراد ہوتا ہے۔ بخلاف خاتم الشعرا وغیرہ کے کیونکہ وہ جمع مذکر سالم نہیں ہیں نیز کلام خداوندی کو کلام الناس پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے۔

سوال: خاتم کے معنی زینت کے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر خاتم النبین کے معنی زینت النبین کیوں نہیں ہو سکتے۔

جواب: خاتم کا لفظ انگوٹھی کے معنے میں ضرور استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں حضور کی توہین ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ عروس کے ہیں اور حضور کی حیثیت محض انگوٹھی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی کی

حیثیت کم ہوتی ہے لہٰذا یہ معنے متروک ہیں۔

جواب ثانی : انگوٹھی کا وجود بالطبع ہوتا ہے یعنی اپنے قیام میں غیر کی محتاج ہوتی ہے اور ذی انگوٹھی کا وجود بالذات ہوتا ہے یعنی اپنے تحقق و قیام میں غیر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ حضور پر نور ﷺ کا وجود بالطبع اور بالعرض ہو۔

سوال : خاتم کے معنے مہر کے کیوں نہیں یعنی وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔

جواب : خاتم مہر کو بھی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کامل کرنے کے واسطے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس لیے اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ صحیفہ نبوت کے آخری کلمات آپ ہیں یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور غیر صحیح ہیں جیسا کہ حوالہ جات میں گزر چکا ہے۔

دوسری اور تیسری آیت

حضرت عیسیٰ انجیل میں فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں، مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صرف قریش کے واسطے بھیجے گئے، بلکہ لکھا ہے کہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔پ۹ ۔ع۱۰ اے حبیب ان کو فرما دیجئے کہ میں تمام دنیا کے واسطے رسول بھیجا گیا ہوں وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ع۷ پ ۱۷۔ یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کر کے نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام جہان کے رسول ہیں اور تمام جہان کے واسطے رحمت ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۶) پس جس طرح دوسرا خدا ماننے والا مشرک ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ

کے بعد مدعی نبوت کو ماننے والا کافر ہے اور حضور سید عالم ﷺ کی رحمت عامہ میں حائل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔

چوتھی آیت

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا پ۱۸، ع۱۶ یعنی ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو دنیا کی تمام قوموں کو ڈرائے۔ نور القرآن نمبر ا ص ۵ جب کہ حسب قرآن مجید تمام دنیا کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ نذیر ہیں تو کسی کا یہ کہنا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا صریح منافی قرآن ہے۔

پانچویں آیت پ۲۲، ع۹

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا لیکن اکثر لوگ (مرزائی) نہیں جانتے لفظ ناس اطلاق عرفی میں جن کو بھی شامل ہے۔

چھٹی آیت

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پ ۱۸ ع ۱۶)وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اپنے بندہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا و جہان والوں کے واسطے یعنی جن و انسان وغیرہ کے لیے ڈرانے والا ہو۔

ساتویں آیت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (پ ۳ ع ۱۷) اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس پر ایمان لا کر اس کی تصدیق اور مدد کرنی ہوگی حقیقتہ الوحی ص ۱۳۰ مفہوم واضح ہے خدا نے اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ کو بھیجا جو خاتم الانبیا اور خیر الرسل ہے حقیقتہ الوحی ص ۱۴۱۔

مرزائیو کیا یہاں بھی جو قول مرزا ہے آخر کے معنے افضل و اعلیٰ کے ہیں حالانکہ زمانے کو جس قدر حضور سے بعد ہو رہا ہے اسی قدر اس سے خیر و نکوئی اٹھتی جا رہی ہے کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ اس آیت میں لفظ ثم خاص طور پر قابل غور ہے۔ جو کہ عربی زبان میں تراخی (مہلت) کے لیے آتا ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ جَآءَنِی الْقَوْمُ ثُمَّ عُمَرُو تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آئی اس کے بعد عمر آیا۔ اسی طرح اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ تمام انبیا کے تشریف لانے کے بعد سردار انبیاء تشریف لائیں گے چنانچہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ اِلَّا اَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيْثَاقَ لَئِنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَّهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ الْمِيْثَاقَ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ وَّهُمْ اَحْيَآءٌ لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرُنَّهٗ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث کیا اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی زندگی میں اللہ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کو حضور ﷺ پر ایمان لانا چاہیے اور ضرور نصرت کرنی چاہیے اور اسی طرح اس نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت

سے پختہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں نبی محترم ﷺ مبعوث ہوں تو ان کو آپ پر ضرور ایمان لانا چاہیے اور نصرت کرنی چاہیے۔ تفسیر ابن کثیر ص ۱۷۷ تفسیر جامع البیان ص ۵۵ اس آیت میں رسول کا لفظ نکرہ ہے مگر اس کی تخصیص ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے کر دی اگر اس سے انکار کیا جاوے تو رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا اور لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ وغیرہ وغیرہ میں تخصیص کس طرح ہوگی۔

آٹھویں آیت

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ ۶ ع ۵) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف نے تورات و انجیل کی طرح کسی دوسرے نبی کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی کامل تعلیم کا تمام دنیا میں اعلان کر دیا اور فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (الآیہ) (براہین احمدیہ ص ۴) اس آیت میں اکمال دین بھی آگیا اور اتمام نعمت بھی اور اس کے بعد رضیت بھی فرمایا گیا اس لیے آپ خاتم النبین ہوئے اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کو منصب نبوت عطا ہو ورنہ معاذ اللہ آپ کے دین اور تعلیم کو ناقص و ناکمل ماننا پڑے گا اور اس صورت میں زبردست استحالہ لازم آتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں هٰذَا اَكْبَرُ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ حَيْثُ اَكْمَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى دِيْنَهُمْ وَلَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى دِيْنٍ غَيْرِهِمْ وَلَا اِلٰى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ۔ ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۷۹

ترجمہ: یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے اس امت پر کہ اس نے ان کے واسطے ان کے دین کو کامل فرما دیا اب وہ کسی دین کے محتاج نہیں اور نہ کسی دوسرے نبی کے سوا اپنے نبی کے یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیا بنا دیا۔ مرزا

صاحب کہتے ہیں فَلَا حَاجَتَ لَنَا اِلٰی نَبِیٍّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ یعنی محمد ﷺ کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔ (حمامتہ البشری ص ۲۰)

پاکٹ بک احمدیہ کے مصنف نے اس آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا یہ جواب دیا ہے کہ توراۃ بھی تمام تھی مگر اس کے بعد بھی کتاب آگئی۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور یوسف علیہ السلام پر بھی نعمت پوری کی گئی۔ انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت کی رو سے نبوت صدیقیت شہادت صالحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں مخلص ص ۵۲۰۔

جواب: توراۃ بے شک فی نفسہ تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے واسطے۔

گزشتہ نبی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ مرزائی پاکٹ بک ص ۴۲۳ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً بخاری و مسلم باب فضائل سید المرسلین۔ پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور میں تمام دنیا کی طرف

ہاں تورات اپنی ذات میں تمام تھی مگر کامل دین الٰہی اور اتمام نبوت اور تعلیم عالمگیر کی رو سے ناقص تھی۔

اب قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم آئے۔ مگر قرآن شریف کے واسطے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ نہیں ..... تو نئی شریعت اور نئے الہام نازل ہونے میں امتناع عقل لازم آیا۔ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۱۰ ملخصا بلفظہ) اور حضرت یوسف پر جو نعمت تمام ہوئی وہ اسی طرح کا اتمام تھا کَمَآ اَتَمَّہَا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ۔ یوسف ع ۱۔ جیسا کہ آپ کے باپ دادا پر ہوا تھا۔ یعنی وقتی اور حسب ضرورت زمانہ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ نبوت صدیقیت

شہادت اور صالحیت بلاشبہ انعام ہے۔ اسی طرح صاحب شریعت نبی ہونا بھی انعام ہے۔ جبکہ روز آفرینش میں ہی خدائے لایزال نے تاج نبوت کو مزین و آراستہ کر کے حضور سید عالم رحمتہ للعالمین راحت العاشقین فداہ امی و ابی روحی و جدی کے سر پر رکھ دیا تو اب ناحق جلنا اور کڑھنا بد باطنوں اور خبیث روحوں کا کام ہے سچ ہے۔

مہ فشاند نور سگ عوعو کند

آیتہ، وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ، اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت موسیٰ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے کیا ان کے بعد بنی اسرائیل کے لیے حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئے؟ الجواب ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ شریعت ناتمام و ناقص تھی۔ اس لیے وقتی ضروریات کے لیے انبیا کا آنا ضروری تھا اور توراۃ کے متعلق قرآن شریف میں ہرگز ہرگز حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ موجود نہیں کہ تمام بنی اسرائیل کے لیے صرف میں اکیلا رسول ہوں بخلاف اس کے کہ قرآن شریف کامل و مکمل غیر متبدل اٹل قانون اور محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لیے اکیلے رسول ہونے کے مدعی ہیں اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ صحیح مسلم میں تمام دنیا جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکْتُ حَیًّا وَّمَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۲۹ طبقات ابن سلام جلد ۲ ص ۱۰۱) خدا نے تمام جہان کے لیے ایک نبی بھیجا۔ چشمہ معرفت ص ۱۳۶۔ مذکورہ بالا آٹھ آیات قرآنی اور اقوال مرزا سے بغیر کسی طرح کی کھینچ تان کے بعبارت النص ثابت ہوگیا کہ حضور سید عالم ﷺ خاتم النبین ہیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اور متعدد آیات ایسی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے مگر ہم انہیں مذکورہ بالا آیات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ یہ مختصر رسالہ ان کا متحمل نہیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کے لیے

ایک آیت بھی کافی ہے اور بے ایمانوں کے واسطے تمام قرآن بھی ناکافی اب ہم احادیث نبویہ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں ناظرین غور سے پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔

ختم نبوت از احادیث

حدیث اول: وَ عَنْ ثَوْبَانَ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ابو داؤد، ترمذی، مشکوۃ، کتاب الفتن)

ترجمہ: ضرور میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کذاب ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد وغیرہ۔

اعتراض: مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں تیس کی تعیین کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آویں گے۔

جواب: یہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں اس لیے مردود ہے نیز اس کے متعلق حدیث کے یہ الفاظ ہی کافی ہیں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

اعتراض: سین فعل مضارع پر داخل ہو کر استقبال کے معنوں میں کر دیتا ہے اس صورت میں اس حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ کذاب وغیرہ عنقریب پیدا ہوں گے۔

جواب: اس امر کا تو مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ وہ دجال قیامت کے قریب تک ہوں گے۔ کیا مرزا صاحب علوم عربی سے نابلد تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک تیس کے قریب تک دجال پیدا ہوں گے (ازالہ

اوہام ص ۱۹۹)

جواب ثانی: اس میں شک نہیں کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل قریب کے معنے میں کر دیتا ہے مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کاذب حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ فوراً ہی آ جائیں گے اس لیے کہ قرب و بعد امور اضافیہ میں سے ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کی نظروں میں قریب ہوتی ہے اور دوسرے کی نظروں میں بعید۔ جیسا کہ حضور پرنور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ (یعنی قیامت میں اور مجھ میں اس طرح اتصال ہے) تو جس طرح حضور ﷺ کی بالغ نظری کے لحاظ سے قیامت قریب ہے اور ہماری کم نگاہی کے لحاظ سے بعید ایسے ہی ان کذابوں کا آنا حضور ﷺ کے لحاظ سے بالکل قریب اور ہمارے لحاظ سے بعید۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ترجمہ: عنقریب وہ (مرزائی وغیرہ) جہنم میں ذلیل ہوتے ہوئے داخل ہوں گے فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا عنقریب ان کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔ عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے دیکھئے ان آیات میں سین فعل مضارع پر داخل ہوا ہے اور قیامت کا ذکر ہے اس جگہ بھی قیامت کی نسبت جب ذات واجب الوجود کی طرف جاوے تو قیامت بالکل قریب ہے اور اگر ہماری طرف کی جاوے تو بعید۔

اعتراض: یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ اکمال الاکمال میں لکھا ہے

جواب: صریح حدیث کے مقابل اکمال الاکمال والے کا ذاتی خیال سند نہیں حدیث میں قیامت کی شرط ہے بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے اسی طرح انہوں نے تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس کی تعداد میں کمی ہے۔

اعتراض: اس حدیث کو حج الکرامہ میں حافظ ابن حجر نے ضعیف لکھا ہے۔

جواب: یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے لیجئے ہم حافظ ابن حجر کی اصل کتاب کی عبارت جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ وَعِنْدَ الطِّبْرَانِیِّ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ سَبْعُوْنَ کَذَّابًا وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ وَعِنْدَ اَبِیْ یَعْلٰی مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ نَحْوَہٗ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ اَیْضًا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی جزو ۲۱، ص ۵۶۴)

طبرانی میں عبداللہ ابن عمر کی ستر دجال والی حدیث کی سند ضعیف ہے اور ایسا ہی ابو علی میں جو انس کی روایت ستر دجال والی ہے وہ ضعیف ہے حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے نہ کہ تیس دجال والی کو "فائدہ" اس حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے مطلقاً مدعی نبوت کو کاذب فرمایا ہے۔ تشریعی یا غیر تشریعی کی کوئی قید نہیں اور علم اصول کا مشہور قاعدہ ہے اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ یعنی مطلق اپنے اطلاق اور عموم پر جاری رہتا ہے لہٰذا مرزائیوں کا مطلق کو مقید کرنا ان کی جہالت کی دلیل ہے۔

حدیث دوم عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (شرح سنہ و احمد و مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

آنحضرت نے فرمایا کہ آدم جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیئت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا تھا۔

حدیث سوم وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ۔

(رواہ الدارمی، مشکوۃ باب مذکورہ)

جواب: میں قائد انبیاء ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا (بلکہ اظہار حقیقت ہے)

حدیث چہارم اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

بخاری و مسلم مشکوۃ باب اسماء النبی ﷺ۔ نبی ﷺ نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اعتراض: عاقب کے معنی جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں یہ راوی کا اپنا خیال ہے ورنہ یہ حدیث کے اپنے الفاظ نہیں۔

جواب: راوی کا ذاتی خیال نہیں یہ قطعاً غلط ہے بلکہ عاقب کے معنی خود آنحضرت نے کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِیْ رِوَایَۃِ سُفْیَانَ ابْنِ عُیَیْنَۃَ عِنْدَ التِّرْمِذِیِّ وَغَیْرِہٖ بِلَفْظِ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (فتح الباری جز ۴ ص ۳۱۳) ترجمہ: امام سفیان ابن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی کے نزدیک یہ لفظ ہیں کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدیث پنجم وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (مسلم درباب مشکوۃ مذکورہ)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیا پر فضیلت دیا گیا ہوں مجھے کلمات جامع ملے (۲) میں رعب کے ساتھ فتح یاب ہوں (۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں (۴) تمام دنیا میرے لیے پاک مسجد بنائی گئی (۵) میں تمام مخلوقات

کی طرف رسول بنایا گیا ہوں (٦) میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

حدیث ششم كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنَ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ (بخاری ص ۴۱۱ ومسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۷، ابن ماجہ وغیرہ) بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا، پس بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے کہ وحی اور رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔ الخ (مکتوب مرزا تشحیذ الاذہان)

اس حدیث میں نبوت غیر تشریعی کے انقطاع پر دو صریح قرینے موجود ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو صاحب شریعت مستقل نبی نہ تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے جو شریعت موسویہ کے متبع تھے اور ان نبیوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ نبی اسرائیل کے امور کا انتظام یکے بعد دیگرے فرماتے تھے۔ ان کے بعد آپ نے فرمایا کہ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی میرے بعد کوئی نبی میری امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے۔ لہٰذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تصریح ہوگئی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمانا نبی غیر مستقل کی نفی کا صریح قرینہ ہے۔

حدیث ہفتم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهُ وَتُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ

فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ اَنَا سَدَدْتُّ (فَكُنْتُ) مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ
(بخاری و مسلم مشکوۃ باب فضائل النبی ﷺ)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور سابقہ انبیا کی ایک ایسے محل کی مثال ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور حسن عمارت پر تعجب کرتے ہیں، مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں سو میں وہ مبارک اینٹ ہوں جس نے اس جگہ کو پر کیا۔ میری ذات کی وجہ سے نبوت کے محل کی تکمیل ہوگئی ہے۔ بدیں صورت میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

مرزائیوں کا اعتراض

غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو قصر نبوت وغیرہ مکمل ہو چکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو آپ نے آ کر پر کیا مگر ہمارا ایمان ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نظام کائنات نہ بنایا جاتا۔

جواب: مرزائیو اس دجلہ فریبی کا کیا کہنا کیا خوب رنگ بدلا ہے مگر یاد رہے

بہر رنگ کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

لیجئے ہم تمہارا ایمان ظاہر کرتے ہیں مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر یوں کہتے ہیں لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

ترجمہ: اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔ مرزائیو ذرا انصاف سے

بتانا کہ تمہارا حضور ﷺ کے متعلق یہ ایمان ہے یا مرزا علیہ ما علیہ کے متعلق ذرا سمجھ سوچ کر جواب دینا۔

بحود شمار وفا های من ز مردم پرس
بمن حساب جفا هائے خویشتن یاد آر
(غالب)

اعتراض: جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جواب: مثلاً اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اپنے والدین کے گھر میں خاتم الاولاد ہیں اور ان کی پیدائش سے قبل ان کا ایک بھائی کسی ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہ قادیان میں آ گیا تو اس کے آنے کو کوئی صحیح الدماغ انسان مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں سمجھے گا۔ اس لیے کہ مرزا صاحب کے بھائی کی پیدائش ان سے پہلے ہو چکی تھی تو جس طرح مرزا کے بھائی کا اس ملک کو چھوڑ کر قادیان میں آنا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت تشریف لانا حضور پر نور ﷺ کی خاتمیت کے منافی نہیں اس لیے کہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہے فقط۔

باقی رہا یہ کمینہ عذر کہ معاذ اللہ مسلمان آنحضرت ﷺ کو اینٹ سے تشبیہ دیتے ہیں سو مرزائیوں کو یہ بات کہتے ہوئے شرمانا چاہیے اس لیے کہ اگر اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ حدیث پر نہ کہ اس شخص پر جو اس کو نقل کر رہا ہے حضور کی غرض اس حدیث کے بیان فرمانے سے محض اپنی امت کی تفہیم مقصود ہے مگر مرزائی یہودی صرف ایک وقتی اعتراض کر کے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے' سچ ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

حدیث ہشتم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ (بخاری مسلم باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"اے علی تیرے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو کہ موسیٰ اور ہارون کے درمیان تھی"۔

سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کونسی نسبت تھی ظاہر ہے کہ وہ نسبت دو امور پر مشتمل تھی ایک قائم مقامی' دوسرے اشتراک فی النبوۃ اب حضرت علی کو انہیں دو امور کے متعلق اشتباہ ہو سکتا تھا۔ یعنی قائم مقامی و اشتراک فی النبوۃ حالانکہ حضور کو ایک امر کا اثبات اور ایک کا انقطاع فرمانا مقصود تھا۔ لہٰذا حضور نے یہ خیال فرما کر کہ کہیں حضرت علی یہ نہ سمجھ لیں کہ جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے تابع ہو کر نبی تھے۔ ایسا ہی میں بھی حضور کی عدم موجودگی میں آپ کا قائم مقام ہوں اور آپ کے تابع ہو کر نبی ہوں اس لیے حضور نے ایک امر کا اثبات فرما دیا یعنی قائم مقامی کا اور دوسرے کے متعلق لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کہہ کر اس نبوت کی نفی کر دی جو کہ حضرت ہارون میں تھی یعنی غیر تشریعی۔

حدیث نہم:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَّكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی مشکوۃ باب مناقب عمر)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

الف: حضور ﷺ نے یہ قول حضرت عمر کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے پس آپ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم

ہوا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔

ب: اگر حدیث میں نبی مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کیے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ اس صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے کیونکہ حضور نے حضرت عمر کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے پس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی تو اس کے ملنے سے کوئی چیز مانع نہیں لہٰذا وہ ضرور نبی ہونے چاہیں حالانکہ وہ نبی نہیں تھے اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے کیونکہ نبی کے لیے دعوی نبوت کا اخفا قطعا جائز نہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ ہی اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی مانا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہ تھے۔ تو اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت اور جس کا مستحق ہونا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور منشی غلام احمد صاحب قادیان میں نبی بن جائیں یہ امر عقلاً محال ہے۔

حدیث دہم:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی شریف)۔ یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی و رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ ازالہ اوہام مطبوعہ لاہور ص ۵۳ نیز آئینہ کمالات میں ص ۳۷۷ پر لکھتے ہیں مَا كَانَ اللّٰهُ اَنْ يُّرْسِلَ نَبِيًّا بَعْدَ نَبِيِّنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَمَا كَانَ اَنْ يُّحْدِثَ سِلْسِلَةَ النُّبُوَّةِ ثَانِيًا بَعْدَ انْقِطَاعِهَا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاتم النبین کے بعد کسی کو نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد

پھر جاری کرے۔ حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِيِّيْنَ بے شک آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور حقیقۃ الوحی ص ۶۴ ضمیمہ عربی میں لکھتے ہیں وَاِنَّ رَسُوْلَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَعَلَيْهِ انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِيْنَ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حدیث یازدہم:

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَرَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِیَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

ترجمہ: اسمٰعیل جو سند میں مذکور ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی سے دریافت کیا کہ آپ نے حضور پر نور ﷺ کے صاجزادہ صاحب ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ ازل میں ہو چکا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوگا تو آپ کے صاجزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لہٰذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

حدیث دوازدہم:

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ فتنہ دجال ص ۳۰۷)

ترجمہ: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی ہوں اور تم تمام امتوں کی پچھلی امت ہو۔

اگرچہ مذکورہ سات آیات قرآنی اور بارہ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت بغیر کسی قسم کی کھینچ تان کے آفتاب نیمروز سے زیادہ تر واضح ہوگیا ہے مگر ہم مزید وضاحت کے لیے مذکورہ مسئلہ کو اجماع امت اور دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہیں ناظرین بغور پڑھیں۔

اجماع امت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَ تَمَّ الدِّیْنُ (ترجمہ) کہ وحی منقطع ہوگئی اور دین مکمل ہوگیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر کہا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنْ بَعَثَکَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ یعنی میرے ماں باپ قربان آپ کو خدا نے آخری نبی بھیجا تھا۔ (مواہب جلد ۲ ص ۴۹۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں شمائل ترمذی ص ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ کہ آپ آخری نبی ہیں تلخیص التاریخ جلد ا ص ۲۹۴

اجماع امت:

وَکَوْنُہٗ ﷺ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکُتُبُ وَ سَعَدَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَاَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَیَکْفُرُ مُدَّعِیْ خِلَافَہٗ وَیُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ۔ (روح المعانی جلد ۷، ص ۶۵)

یعنی آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور احادیث نبویہ بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں وَمَنِ اعْتَقَدَ وَحْیًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ کَفَرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ (فتاوی ابن حجر مکی) یعنی جو شخص آپ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ

کافر ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں وَدَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد دعوٰی نبوت بالاجماع کفر ہے۔ شفا قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اَخْبَرَ اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی حَمْلِ ھٰذَا الْکَلَامِ عَلٰی ظَاھِرِہٖ وَاَنَّ مَفْھُوْمَہٗ الْمُرَادَ بِہٖ بِدُوْنِ تَاوِیْلٍ وَّلَا تَخْصِیْصٍ فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ کُلِّھَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا۔ یعنی آپ نے خبردی کہ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالٰی کی طرف سے یہ خبردی ہے کہ آپ انبیاء کی ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہر پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

امام غزالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ یہ وہی بزرگ ہیں کہ جن پر حضور سید عالم ﷺ، حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو فخرو مباہات کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری امت میں غزالی جیسے ہستیاں ہیں چنانچہ عبارت ذیل ہے نمبرا نفحات الانس ص ۳۳۵۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کہ قطب زمان بود از واقعہ کہ دیدہ چنیں خبردادہ است کہ حضرت رسالت ﷺ با موسی و عیسی علیہم السلام مفاخرت و مباہات کردہ است بغزالی رحمتہ اللہ علیہ حضرت رسالت ﷺ بتعزیر بعضے منکراں غزالی امر فرمود۔

یعنی شیخ ابوالحسن شاذلی کہ قطب زمان تھے انہوں نے جو واقعہ دیکھا اس کی یوں خبردی ہے کہ حضرت رسالت ﷺ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ امام

غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے فخر مباہات کرتے تھے اور حضور ﷺ نے امام غزالی کے منکرین کو تعزیر فرمائی ہے۔ مذکورہ الصدر عبارت سے معلوم ہوگیا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی دربار رسالت میں کس قدر مقبولیت ہے اب ان ممدوح کا عقیدہ سنیئے۔ فرماتے ہیں:

پس باخر ہمہ رسول مارا ﷺ فرستاد و نبوت وے بدرجہ کمال رسانید، ہیچ زیادت راہاں راہ نبود وبایں سبب اور اخاتم الانبیا کرد کہ بعد از وے ہیچ پیغبر نباشد۔ (کیمیائے سعادت ص ۶۱۔)

ترجمہ پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا گیا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال درجہ تک پہنچایا کہ اب اس پر زیادتی محال ہے۔ اسی واسطے آپ کو خاتم الانبیاء کہا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۶۹ میں ہے اَوَّلُ هُمْ اٰدَمُ وَاٰخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ۔(ترجمہ) اول الانبیاء آدم ہیں اور آخر الانبیا محمد ﷺ ۔ فتوحات مکیہ شریف ص ۵۱ ج ۳ میں حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ "وَانْسَدَّتْ اَبْوَابُ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِیْ فَمَنْ اِدَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدَّعٍ شَرِیْعَةً اُوْحِیَ اِلَیْهِ سَوَاءٌ وَافَقَ بِهَا شَرْعُنَا اَوْخَالَفَ"۔

"اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہوگیا جو حضور کے بعد یہ دعوئی کرے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو وہ مدعی شریعت کا ہے خواہ وہ ہماری شریعت کے مخالف ہو یا موافق" حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت کے ساتھ اور اضافہ فرماتے ہیں "فَاِنْ كَانَ مُكَلَّفاً ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَاِلَّا ضَرَبْنَا عَنْهُ صَفْحًا" (الیواقیت ص ۳۴ جلد ۲) صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہو (جیسے مرزا نے کہا) اگر عاقل ہو تو اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر کوئی پاگل مراقی سودائی ایسی باتیں کرے گا تو مجنوں سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۶۷ ج ۲ میں

فرماتے ہیں اِسْمُ النَّبِیِّ زَالَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ (ترجمہ) حضور سید الکونین کے بعد نبی کے لفظ کا کسی پر اطلاق کرنا جائز نہیں۔

ان "مشتے نمونہ از خروارے" حوالوں سے اصل مسئلہ کی کافی وضاحت ہو جاتی ہے اور نبوت کا بالا جماع کمال کو پہنچ کر ختم ہو جانا کسی مزید بیان کا منت گزار نہیں رہتا۔

دلائل عقلیہ:

دلیل اول:

نظام کائنات ایک درسگاہ ہے اور انبیاء کرام بمنزلہ معلمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ معلم اعلیٰ کی تعلیم سب سے آخر میں ہوتی ہے اس لیے کہ جب تک تعلیم کے ابتدائی مراتب حاصل نہ کر لیے جائیں معلم اعلیٰ کی تعلیم کا حاصل کرنا دائرہ امکان سے خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید عالم ﷺ کو جملہ انبیاء کے آخر میں بھیجا گیا۔

دلیل دوم:

کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی دو وجہ سے ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ کسی صیغہ کی تعلیم غیر مکمل رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کے لیے کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم میں تحریف ہوگئی ہو۔ دنیا میں اس کی صحیح تعلیم باقی نہ رہ گئی ہو۔ تو دوسرا نبی صحیح تعلیم دے کر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ لوگ صحیح تعلیم سے محروم نہ رہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بعد نہ تو کوئی صیغہ تعلیم غیر مکمل رہا ہے جس کی تکمیل کی غرض سے کسی دوسرے نبی کو بھیج دیا جائے اور نہ ہی آپ کی تعلیم میں تحریف واقع ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی جو کسی دوسرے نبی کو

صحیح تعلیم کے لیے بھیجنے کی ضرورت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو تحریف سے قیامت تک محفوظ رکھنے کا اعلان فرما دیا ہے جو سورۃ حجر کی آیت اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ میں مذکور ہے یعنی ہم نے ہی کلام مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ کلام الٰہی میں آج تک ایک حرکت کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ حروف و کلمات کی تبدیلی تو درکنار رہی۔ تو اب آپ غور فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

دلیل سوم:

آپ کے بعد مستقل نبی کا نہ آنا تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ متنازعہ فیہ تو صرف نبی غیر مستقل کا آنا ہے لہٰذا اس کے متعلق مرزائیوں سے چند امور دریافت طلب ہیں۔

الف: یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ اس میں صرف رائے زنی سے کام لیا جاوے بلکہ اس کے اثبات کے لیے نصوص قطعیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کوئی ایسی نص پیش کیجئے جو نبوت غیر مستقلہ کے عدم انقطاع پر صراحۃً دال ہو۔

ب: نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا دارومدار کیا چیز ہے اس کی تعیین و دلیل تعیین دونوں کے بیان کرنے کے بعد بتلایئے کہ وہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی تھی یا کہ نہیں اگر تھی تو ان کو نبوت کیوں نہ ملی اور اگر نہیں تھی تو یہ بات اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تمام امت میں افضل ہونا مجمع علیہ ہے اور صورت مفروضہ میں غیر صحابی کا صحابہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے لہٰذا یہ شق جو مستلزم ہے خلاف اجماع کو مردود ہے۔ اور قابل تسلیم نہیں اور علاوہ اس کے یہ بات فیصلہ عقل کے بھی خلاف ہے کونسا عاقل اس بات کو تسلیم کر سکتا

ہے کہ منشی غلام احمد جیسوں میں ایسی خوبی پائی جاوے جس سے ابوبکر صدیق جیسے حضرات بھی محروم رہے ہوں۔ العیاذ باللہ۔

ج: کیا حضور سید یوم النشور ﷺ کے بعد ساڑھے تیرہ سو سال میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو اس کا حوالہ عنایت ہو اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ بیان فرما دیجئے کہ باوجود نبوت منقطع نہ ہونے کے اس قدر زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے کیوں محروم رکھا گیا۔

دلیل چہارم:

نبوت اور رسالت اور نبی یہ تینوں کلین ہیں خواہ از جنس متواطی ہوں یا از جنس مشکک ان تینوں پر لای نفی جنس واقع ہوا ہے جو مفید استغراق ہوتا ہے عند النحاۃ پس نبوت کی نفی سے تمام افراد نبوت کی نفی ہوگی اور رسالت کی نفی سے تمام افراد رسالت کی نفی ہوگئی۔ اور نبی کی نفی سے تمام افراد نبی کی نفی ہوگئی اور نبوت غیر تشریعی بھی افراد نبی سے ہے پس اس کی بھی نفی ہوگئی لہٰذا حضور سید یوم النشور ﷺ کے بعد نبی غیر تشریعی بھی نہیں آ سکتا۔

اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جوابات:

پہلی دلیل:

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ پ ۱۷ ع ۱۷

(ترجمہ) اللہ ہی چنتا ہے یا چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت میں یصطفی مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے پس یصطفی کے معنی ہیں چنتا ہے یا چنے گا مگر اس آیت میں یصطفے سے حال مراد نہیں لیا جا

سکتا کیونکہ لفظ رسل جمع ہے اس سے مراد آنحضرت واحد نہیں ہو سکتے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے اور مصطفٰی مستقبل کے لیے ہے۔

الجواب: مرزائیو! ہوش کرو کہاں مسئلہ ختم نبوت کے صریح دلائل اور کہاں اس قسم کی یہودیانہ تحریفات "اِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ" تم مصطفٰی کا حال اس لیے ترجمہ نہیں کرتے کہ آنحضرت ﷺ چونکہ واحد ہیں وہ اس کے مصداق نہیں بن سکتے یہ تو بتاؤ کہ پھر مرزا اس کا مصداق کس طرح بن جاوے گا کیا وہ جمع ہے پھر یہ دیکھیے کہ آیت مذکورہ میں انبیا پر نازل ہونے والے فرشتے کو بھی تو جمع کے صیغے سے بیان کیا گیا ہے کیا انبیاء پر دو چار فرشتے اترتے تھے۔ انبیاء تو پھر بھی ہزار ہا ہوئے ہیں لیکن ان پر نازل ہونے والا فرشتہ تو صرف ایک ہی ہے جیسا کہ تمہاری پاکٹ بک کے ص ۵۳۳ پر ہے۔ جرائیل انبیا کی طرف وحی لانے پر مقرر ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں۔ قرآن پاک بھی شاہد ہے کہ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (جرائیل نے) اس قرآن کو تیرے قلب پر اتارا ہے۔

"رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لیے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو بواسطہ جرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں" ازالہ اوہام ص ۵۳۴/۱ / ۲۲۱/۲۔

پس جب کہ پیغام رساں فرشتے کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ رسل سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر آنحضرت پر اس کا استعمال کیوں ناجائز ہے۔ الحمد اللہ کہ مرزائیوں کے اعتراض کی حقیقت تو واضح ہوگئی کہ آیت میں جمع کا صیغہ ہے اس لیے آنحضرت واحد مراد نہیں لیے جا سکتے اور اگر آیت کا وہی ترجمہ کیا جائے جو کہ مرزائی کرتے ہیں یعنی اللہ ہی چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں چنتا ہے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ علم صرف کی کتابوں میں میزان الصرف سے لے کر فصول اکبری تک یہی لکھا ہے کہ مضارع یا حال یا استقبال کے لیے آتا ہے

نہ کہ دونوں کے لیے اکٹھا تو معلوم ہوگیا کہ اگر مصطفٰی کا ترجمہ چنے گا کیا جائے تو چنتا ہے کرنا ناجائز ہوگا اس صورت میں آیت مذکورہ کے معنے یہ ہوں گے کہ اللہ رسول کو چنے گا اب تک چنا نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ سرور انبیاء اس وقت موجود تھے اور آیت بھی انہیں پر نازل ہوئی معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ عقلاً و نقلاً مردود ہے۔

اس آیت کا ترجمہ چنے گا کرنے میں دوسرا استحالہ یہ لازم آتا ہے کہ اس صورت میں کلام الٰہی میں تعارض لازم آئے گا اس لیے ہم پہلے متعدد آیت قرآنی سے حضور کا خاتم النبین ہونا ثابت کر آئے ہیں اور حالت تعارض میں کلام ربانی کا من جانب اللہ ہونا محال ہے جیسا کہ خداوند تعالٰی نے خود فرمایا ہے لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا پ ۵ ع ۹ اگر قرآن مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں تخالف و تناقص پایا جاتا تو باری تعالٰی نے عدم تخالف کو اس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ اس میں تخالف و تناقص نہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہم آیت کا ترجمہ چنتا ہے کریں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے جو کہ سیاق و سباق کلام سے واضح ہے کہ جب منکرین اسلام کے روبرو کلام خداوندی پڑھا جاتا۔ تو وہ نہ صرف بگڑتے بلکہ مارنے کو دوڑتے خدا نے فرمایا تم اس قدر کیوں بگڑتے اور برہم ہوتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (پ ۸، ع ۳) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اس میں تمہاری عقل نارسا کو کوئی دخل نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول جو اس کے احکام انبیا کے پاس لاتے ہیں اور انسانوں میں رسول چنتا ہے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں الغرض اس آیت میں آئندہ رسولوں کے آنے کا کوئی ذکر نہیں اور اگر بالفرض محال ہو بھی تو نبی تشریعی کا نہ کہ غیر تشریعی کا۔ اور نبی تشریعی کا آنا تمہارے

نزدیک بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس صورت میں یہ آیت تمہارے خلاف بھی جائے گی۔
مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دوسری دلیل

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ پ ۸ ع ۱۱ (ترجمہ) اے بنی آدم البتہ ضرور آویں گے تمہارے پاس رسول۔ یہ آیت آنحضرۃ پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا سب جگہ آنحضرت اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ پاکٹ بک احمدیہ ۵۰۳۔

اس آیت سے بھی اجراء نبوت پر استدلال چند وجوہ سے باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ مرزا اور اس کے ہمنواؤں کے نزدیک رسول سے مراد محدث اور مجدد بھی ہو سکتا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال مرزا

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں کیونکہ اس لفظ میں محدث اور مجدد بھی شامل ہے مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

۱۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی محدث داخل ہیں (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲)

۲۔ کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں (ایام صلح حاشیہ ص ۱۷۱)

۳۔ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام مرسل رکھا اور اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ آیا ہے اور یہ نہیں آیا وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالْاَنْبِيَاءِ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہو یا نبی یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آں حضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادت القرآن ص ۲۷)

مرزائیوں کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا ہے کہ ان کے نزدیک رسول سے مراد محدث بھی ہو سکتا ہے اور مجدد بھی۔ چنانچہ مرزائیوں کے خیال فاسد کے مطابق اس آیت میں رسول سے مراد کوئی نبی یا مجدد یا محدث ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس آیت سے مرزائیوں کا تخصیص کے ساتھ یہ استدلال کہ نبی غیر تشریعی آ سکتا ہے باطل ہوا۔

واضح رہے کہ مسلمانوں کے نزدیک (رسول) سے مراد محدث یا مجدد لینا جائز نہیں ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض محال آیت مذکورہ سے جریان نبوت کا ثبوت ملتا ہے تو نبوت تشریعی کا نہ کہ غیر تشریعی کا جو امر نبی تشریعی کے آنے سے مانع ہے وہی غیر تشریعی نبی کے آنے سے مانع ہے فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا

ثالثاً: اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ میں اگر ہمیشہ رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى میں دوامی طور پر ہدایتوں کے آنے کا وعدہ ہے اگر آپ کے بعد رسول آ سکتے ہیں تو قرآن مجید کے بعد کتاب بھی آ سکتی ہے۔

منشی غلام احمد کا قول: (خدا) وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

تیسری دلیل

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پ ا ع ا

مرزائیوں کے استنباطات عجیبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ سے جریان نبوت کی دلیل پکڑی ہے صورت استدلال یوں بیان کی جاتی ہے کہ جن لوگوں پر خدائے تعالیٰ کے انعامات ہیں وہ چار ہیں چنانچہ لکھا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پ ۵) یعنی جو لوگ خدا اور رسول کے کہنے پر چلے تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا جن پر خدا نے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور صدیقین ہیں اور شہیدین ہیں اور صالحین ہیں اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب ہم اللہ اور رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کے مقام پر ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیا کی رفاقت کا بھی ذکر ہے تو اگر آنحضرت کے بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی اکارت جائے گی اور اطاعت بھی بے ثمر رہے گی پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس کی اطاعت کا ثمر درجہ نبوت کی عطا کی صورت میں بھی ہو (اعجاز المسیح مصنف مرزا صاحب)

جواب: مرزائیوں کا یہ استنباط و استدلال چند وجوہ از سرتاپا باطل محض ہے اس لیے کہ۔

۱- یہ استنباط متعدد آیات قرآنیہ کے خلاف اور کثیر التعداد احادیث نبویہ صریحہ کے

منافی ہے اور جو استنباط قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے نیز اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ کے مقام ملنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیا و صدیق و شہدا و صالحین کے ساتھ ہوگا چنانچہ اگلے الفاظ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا رفاقت پر دال ہیں اور آیت میں مع کا لفظ بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں ساتھ کے۔ خود مرزائی مانتا ہے کہ مع کے معنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں جیساکہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کہ خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے پاکٹ بک ص ۵۰۳-

مرزائی کہتے ہیں کہ اگر اس جگہ مع کے معنی ساتھ کے لیے جاویں تو مسلمانوں کو کوئی درجہ بھی نہ ملا نہ صدیقیت کا نہ شہادت کا نہ صالحیت کا یہ محض ان کے ساتھ جوتیاں چٹخاتے پھریں گے۔

جواب: مرزائیو اس آیت میں درجات کے ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی درجات کی نفی ہے یہاں تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری ہے ہاں کلام مقدس میں درجات کے ملنے کا دوسرے مقام پر یوں ذکر کیا گیا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے وہ صالحین میں داخل کیے جاویں گے۔

۲- اس لیے کہ آیت زیر بحث یعنی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی جس کے یہ معنے ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں جیساکہ فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ قابل اقتدا نمونہ ہیں اگر انبیاء کے راستے کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پیروی سے ہم خدا بھی بن سکیں گے دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ یعنی میرا راستہ یہ ہے اس کی

پیروی کرنا۔

۳۔ تیسری دلیل استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ نبوت ایک وہبی چیز ہے کسبی نہیں اگر نبوت کا ملنا دعاؤں اور التجاؤں پر موقوف ہوتا تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرور ملتی کیونکہ وہ بھی ہر نماز میں آیت مذکور پڑھا کرتے تھے۔

غور طلب نتائج

۱۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یہ دعا حضور سید کون و مکاں ﷺ نے بھی مانگی۔ بلکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا لیکن یہ دعا آپ نے اس وقت مانگی جب آپ نبی منتخب ہو چکے تھے اور آپ پر قرآن مجید اترنا شروع ہو گیا تھا ظاہر ہوا کہ آپ اس دعا سے نبی نہیں ہوئے پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔

۲۔ اسلام نے عورتوں پر بھی یہ دعا ممنوع نہیں کی لیکن ایک عورت بھی نبیہ نہیں ہوئی۔

۳۔ نبوت باشریعت بھی نعمت ہے بلکہ ڈبل نعمت مگر امت اس نعمت سے کیوں محروم ہے اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب اس لیے نازل نہیں ہو سکتی کہ شریعت قرآن مجید پر آکر کامل ہو گئی ہے تو اسی طرح اب کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا اس لیے کہ نبوت اور رسالت سردار انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ پر کامل ہو چکی ہے۔

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پ ۱۵، ع ۲ جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے موجودہ عذاب اس امر کا مقتضی ہے کہ خدا نے کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجا ہے۔

جواب: اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موجودہ عذاب منشی غلام احمد کے انکار کی وجہ سے ہے تو جو عذاب مرزا صاحب سے قبل نازل ہوتا رہا ہے وہ کس کے انکار کی وجہ سے تھا اگر کہو کہ وہ عذاب حضور سرور عالم ﷺ کے انکار کی وجہ سے تھا تو موجودہ عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ حضور سید یوم النشور ﷺ چونکہ تمام جہان کی طرف رسول ہیں اس لیے تمام عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے ہے (جیسے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے) خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول (بنا کر) نہیں بھیجے گا (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

پانچویں دلیل

فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (پ ۲۰، ع ۱۵) ہم نے اس کی (ابراہیم کی) اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب: اگر اس آیت سے نبوت جاری معلوم ہوتی ہے تو کتاب بھی جاری معلوم ہوتی ہے جو امر کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی نبوت کے جاری ہونے سے مانع ہے۔

چھٹی دلیل

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ط قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ط قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (پ ۱، ع ۱۵)

ترجمہ: اور جس وقت ابراہیم کے رب نے اس کو کئی باتوں کے ساتھ آزمایا ان کو پورا کیا کہا میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام کرنے والا ہوں، کہا میری اولاد سے، کہا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ اگر نبوت کو بند مانا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ امت ظالم

ہے۔

جواب: اگر آیت کا مفہوم یہ ہو کہ غیر ظالم کو نبوت ضرور ملے گی تو کیا صحابہ کرام سے لے کر اب تک یہ امت ظلم کرتی رہی ہے۔ ہاں اگر حضور کے بعد نبوت جاری ہوتی تو غیر ظالم کو مل سکتی تھی۔ مگر خدائے لایزال نے فرمادیا ہے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ ۲۲ ع ۳۴) (مرزا صاحب لکھتے ہیں) یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی اکرم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آوے گا (ازالہ اوہام ص ۱۸۱۱) حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی مگر حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ساتویں دلیل

وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِہٖ ط حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا (پ ۲۴ ع ۹) (اے باشندگان مصر) تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اس سے قبل روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے جو وہ لے کر آئے شک ہی میں رہے حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہوگئے تو تم کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ اس کے بعد اب ہرگز رسول نہ بھیجے گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے۔

جواب: یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تھے۔ انہوں نے ازروئے کفر منشا خداوندی کے خلاف ایک عقیدہ قائم کر لیا تھا کہ حضرت یوسف خاتم النبین ہیں حالانکہ خدا کے علم میں ابھی سینکڑوں انبیا باقی تھے اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خاتم النبین ہوں بخلاف اس

کے حضور خاتم النبین ہونے کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے ظاہر ہے نیز یہ لوگ (آل فرعون) توحید خداوندی کے منکر تھے۔ یہ رسالت کے کس طرح قائل ہو سکتے تھے لہٰذا اہل اسلام کو کافروں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

ف: جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اس امر کا اثبات جس کے وہ مدعی نہ تھے (یعنی ختم نبوت) کافروں کا کام ہے ایسے ہی حضور سے اس امر کا سلب کرنا جس کے آپ مدعی ہیں کافروں کا کام ہے۔

آٹھویں دلیل

یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (پ ۱۸ ع ۴) (ترجمہ) اے رسولو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ یہ جملہ اسمیہ ہے حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہی اور لفظ رسل صیغہ جمع کم از کم ایک سے زیادہ رسولوں کو چاہتا ہے اور آنحضرت تو اکیلے رسول تھے آپ کے زمانہ میں کوئی اور رسول نہ تھا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے بعد رسول آئیں گے ورنہ کیا خدا وفات یافتہ رسولوں کو کہہ رہا ہے کہ اٹھو کھانے کھاؤ (پاکٹ بک مرزائیہ)

جواب: لفظ واحد کو جمع کے صیغے سے تعبیر کرنا صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے ہم اختصارا ایک آیت نقل کرتے ہیں وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اور جب کہا ملائکہ نے (یعنی جبرائیل) نے اے مریم اس آیت میں جبرائیل واحد ہے مگر اس پر ملائکہ کا اطلاق کیا گیا ہے جو کہ جمع ہے نیز مرزائی اپنی شب و روز کی بول چال تحریر و تقریر میں مرزا کے واحد ہونے کے باوجود جب بھی اس کا نام لیتے ہیں تو جمع کے صیغے سے لیتے ہیں اگر ان سے سوال کیا جائے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم مرزا کا نام تعظیماً جمع کے صیغے سے لیتے ہیں۔

مرزائیو! شرم کا مقام ہے کہ مرزا پر تو جمع کا اطلاق تعظیماً صحیح ہو مگر سید کونین ﷺ پر ممنوع، شرم، شرم، شرم۔

جامی ارباب و فاجز رہ عشقش نہ روند
شرم باوا کہ ازیں راہ قدم باز کشی
(جامی)

چنانچہ علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں اِنَّہٗ خِطَابٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَحْدَہٗ عَلٰی دَابِ الْعَرَبِ فِیْ مُخَاطَبِ الْوَاحِدِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِلتَّعْظِیْمِ فِیْوَاٰبَانَہٗ لِفَضْلِہٖ وَقِیَامِہٖ مَقَامَ الْکُلِّ فِیْ حَیَازَاتِ کَمَا لَاتِہِمْ (تفسیر روح البیان ص ۸۷ ج ۶ آیت مذکورہ) ترجمہ: اس آیت میں لفظ جمع کے ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام واحد تعظیماً مخاطب کیے گئے ہیں اور اس مخاطبہ میں حضور کے فضائل اور کمالات کا اظہار مقصود ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق جل مجدہ نے جتنے کمالات جمیع انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو انفرادی صورت میں عطا فرما دیے ہیں۔ وہ سب آپ میں موجود ہیں۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند توتنہا داری

ان دلائل سے اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس آیت میں حضور سے مخاطبہ فرمایا گیا ہے یہ آیت کسی جدید نبی کے آنے کی مقتضی نہیں۔

تحریف اول از احادیث: لَوْ عَاشَ اِبْرَاہِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ) اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ سچے نبی ہوتے (پاکٹ بک مرزائیہ ص ۲۵۱)

جواب: یہ حدیث ہی صحیح نہیں اس لیے کہ محدثین نے اس کی صحت میں ایک طویل کلام کیا ہے جہاں سے مرزائیوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ اس

کے حاشیہ پر ہی لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی ابوشیبہ بن عثمان ہے۔
شیخ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ دہلوی مدنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں وَ قَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ صِحَّۃِ ہٰذَا الْحَدِیْثِ کَمَا ذَکَرَہُ السَّیِّدُ جَمَالُ الدِّیْنِ الْمُحَدِّثُ یعنی بعض محدثین نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے جیسا کہ سید جمال الدین محدث نے اس کو ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ درسند ایں حدیث ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان (واسطی) است وے ضعیف است (مدارج النبوہ ص ۲۶۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے ہیں قَالَ اَحْمَدُ وَ یَحْیٰی وَ اَبُوْ دَاؤدَ ضَعِیْفٌ۔ احمد اور یحیٰ اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے وَ قَالَ یَحْیٰی اَیْضًا لَیْسَ [illegible] قَۃٍ یحیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں وَ قَالَ الْبُخَارِیُّ سَکَتُ [illegible] ری نے کہا ہے کہ محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے وَقَالَ [illegible] مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ اور ترمذی نے کہا ہے کہ وہ منکر ال[illegible] ہے وَقَالَ النَّسَائِیُّ مَتْرُوْکُ [illegible] الْحَدِیْثِ اور نسائی نے اس [illegible] الحدیث کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں وَفِیْ سَنَدِہٖ اَبُوْ شَیْبَۃَ [illegible] رَاہِیْمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِیُّ وَ ہُوَ ضَعِیْفٌ (مرقاۃ، ص [illegible] ۵ ہٰکذا فی مواہب اللدنیہ [illegible] یعنی اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ [illegible] عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے اور [illegible] ن نہ ہی پر ہے نیز [illegible] کے ص ۲۰ [illegible] اور یہ خیال فاسد کر بھی مَارُوِ [illegible] بَعْضُ الْمُعْتَقِدِیْنَ [illegible] التعداد احادیث میں فرما دیا کہ میرے لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا [illegible] ہو سکتا تو عمر ہوتا۔ میرے بعد جو مدعی نبوت ہوگا وہ

فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین سے جو حدیث روایت کی گئی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے یہ باطل ہے اور مرقات کے اسی صفحہ پر اور ابن ماجہ میں اس حدیث کے حاشیہ پر اور مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ اور مواہب اللدنیہ کے ص ۲۰ پر ہے قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ لَا اَدْرِیْ مَا هٰذَا میں ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیسی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں و در روضۃ الاحباب ایں را ایں چنیں نقل کردہ گفتہ کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم پسر پیغمبر ﷺ در حالت صغر وفات یافت اگرمی زیست پیغمبر میشود بصحت نرسید و اعتبارے ندارد (مدارج النبوۃ ص ۲۶۷) روضۃ الاحباب میں ہے کہ وہ روایت جو سلف سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم زمانہ طفولیت ہی میں رحلت فرما گئے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے صحت کو نہیں پہنچی اور اعتبار نہیں رکھتی۔

مرزائیو اگر ساتھ والی حدیث جو کہ ابن ماجہ ہی میں آئی ہے اس کو بھی نقل کر لیتے تو کیا حرج تھا مگر نقل کرتے بھی کس طرح جب کہ منحوس وجود کی غرض و غائت ہی مخلوق خدا کو گمراہ کرنا ہے۔ لیجئے ہم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں جس سے تمہاری آبلہ فریبی کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت اسمٰعیل بن خالد نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ سے فرمایا اَرَاَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا مَاتَ وَهُوَ صَغِیْرًا وَلَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۰۹) وہ بچپن ہی میں [illegible] فرما گئے اگر [illegible] یہ ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ہو تو [illegible] رہتے لیکن [illegible] کے بعد [illegible] کوئی نبی نہیں اس لیے ان کو زندہ نہیں

رکھا گیا۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے ص ۶۱۳ یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ شیخ عبدالغنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں اَلَّذِیْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ بَابِ التَّسَمِّیْ بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ صَحِیْحٌ لَا شَكَّ فِیْ صِحَّتِهٖ وَقَدْ اَخْرَجَ الْمُؤَلِّفُ اَیْضًا بِهٰذَا الطَّرِیْقِ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ نُمَیْرٍ---- برحاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲ یعنی اس حدیث کا بخاری نے باب تسمی باسماء الانبیا میں اخراج کیا ہے وہ صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور حدیث کا محمد ابن عبداللہ بن نمیر سے اسی طریق سے ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا۔ اس قدر تصریحات کے باجود مذکورہ حدیث سے جریان نبوت کی دلیل پکڑنی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہ کر نبی کیوں نہ ہو گئے حالانکہ ان کے متعلق حضور کا فرمان موجود ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔

تحریف دوم

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (مجمع البحار ۸۵)
یعنی حضور کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں (الفضل)

الجواب: یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں اس لیے کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ تھا اگر لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ کہنا ناجائز ہوتا تو حضور یہ کبھی نہ کہتے۔ یہ محض حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا و بہتان ہے۔ ان کا یہ قول ہرگز نہیں نہ ہی عقیدہ ہے کہ حضور کے بعد معاذ اللہ کوئی جدید نبی آ سکتا ہے اور یہ خیال فاسد کر بھی کس طرح سکتی تھیں جبکہ حضور سرور عالم نے کثیر التعداد احادیث میں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔ میرے بعد جو مدعی نبوت ہو گا وہ

دجال اور کذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

مرزائیو تمہیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا باندھتے ہوئے شرم نہ آئی آخر آتی بھی تو کس طرح جبکہ تم اللہ اور رسول پر افترا باندھتے ہوئے نہیں شرماتے۔

سنیئے ام المومنین کا وہی عقیدہ ہے جو کہ جمہور اہل اسلام کا ہے۔ حضرت صدیقہ ہی حضور سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ لَا يَبْقٰى بَعْدَهٗ مِنْ بَعْدِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ يُرٰى لَهٗ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔ سوائے مبشرات کے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا کہ اچھی خواب جو کوئی مسلمان دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔

تحریف سوم

فَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ ترجمہ میں آخر الانبیا ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے اگر حضور ﷺ کی مسجد کے بعد مسجدوں کا بننا آخر المساجد ہونے کے منافی نہیں تو آپ نے بعد نبی کا آنا آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے منافی کیوں ہوگا۔

جواب: حدیث کے صحیح الفاظ یہ ہیں اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ (کنزالعمال) یعنی میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیا کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے یعنی نہ کوئی نبی حضور کے بعد پیدا ہوگا اور نہ ہی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ فلاں نبی کی مسجد ہے۔

تحریف چہارم

عَنْ شِهَابٍ مُتَرَسِّلًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطْمَئِنَّ يَا عَمِّ فَاِنَّكَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِيْنَ اس حدیث میں حضور نے اپنے چچا حضرت عباس کو خاتم المہاجرین فرمایا ہے کہ اب ہجرت بند ہے جس طرح حضرت عباس کے بعد ہجرت کرنا ان کے خاتم المہاجرین ہونے کے منافی نہیں اسی طرح آنحضرت کے بعد کسی نبی کا آنا حضور کے خاتم الانبیا ہونے کے منافی نہیں۔

جواب: اس روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں بلکہ ہماری موید ہے اس لیے کہ حضور نے حضرت عباس کو جن مہاجرین کا ختم فرمایا ہے وہ وہی ہیں جنہوں نے خدا اور رسول کے ارشاد کے مطابق ہجرت کی تھی سب سے آخر حضرت عباس نے ہجرت کی تھی اس لیے حضور نے ان کو خاتم المہاجرین فرمایا۔ اس کی مزید وضاحت طبرانی ابونعیم ابن عساکر ابو علی اور ابن نجار کی روایت میں یوں مرقوم ہے کہ حضرت عباس نے جب ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا يَا عَمِّ اَقِمْ مَكَانَكَ اَنْتَ بِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ كَمَا خَتَمَ بِيَ النَّبِيِّيْنَ (ترجمہ) چچا آپ ابھی ہجرت نہ کریں اپنے مکان میں ٹھہریں عنقریب اللہ تعالیٰ اس ہجرت کے سلہ کو آپ سے ختم کرے گا جیسا کہ اس نے نبوت کے سلسلے کو مجھ پر ختم کیا ہے۔

دوسری روایت میں تفسیر صافی کی پیش کی ہے جس میں حضرت علی کو خاتم الاولیا کہا گیا ہے۔ یہ تفسیر چونکہ شیعہ کی ہے اس لیے اس روایت کی بھی وہی حیثیت ہے جیسے کہ لف حریر جیسی روایات لہٰذا اس کا جواب بھی انہیں سے طلب کیجیے اور اگر بالفرض والتقدیر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ احادیث متواترہ کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتی لہٰذا قابل اعتبار نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ مرزائی کچھ عجیب

اوندھی کھوپڑی والے انسان ہیں۔ ان کی ہر حرکت عقل و دانش سے دور فہم و فراست سے بعید ہے۔ اگر کثیر التعداد احادیث متواترہ صحیحہ کے مقابل میں کوئی ایک آدھ بے سند اور غیر معتبر کتاب کی روایت مل جائے تو عقل کی بات ہے کہ اس بے سند روایت کے ایسے معنے کیے جائیں گے جو ان تمام احادیث صحیحہ کے مطابق ہوں مگر مرزائیوں کو بے سند روایت بھی مل جائے تو اس کے ایسے معنے کرتے ہیں جو تمام احادیث کے خلاف ہوں' بریں عقل و دانش بباید گریست

مرزا کی نبوت اور حضرات صوفیا کرام

الفضل ۲۷ جولائی (صفحہ ۱۲ تا ۱۶) میں مرزا صاحب کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیاء کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب میں بھی انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ الخ
اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے

اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا ہے وہی صاحب الشریعہ ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ص ۶-۷ اربعین ۴۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو "صاحب الشریعت" کہا ہے۔ کہیں سرے سے مکر جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا صفایا کر دیتے ہیں فرماتے ہیں "نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام، طبع دوم، ص ۱۷۴)

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ اور قادیانی مرزائی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریعی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔ مرزائی اگر مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعت نبی ماننے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا صاحب نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحب شریعت قرار دیا ہے۔

لیکن ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آ کر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں۔ صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ غیر تشریعی جاری ہے۔ نبوت کی دو قسمیں تشریعی و غیر تشریعی جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو۔ مرزائیوں کو نبوت کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی

قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اول تو مرزائیوں کو شرم و حیا سے کام لینا چاہیے کہ جن صوفیائے کرام کو مرزا صاحب نے ملحد اور زندیق قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال و عبارات کو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو "رسالہ تحریر اور خط" مرزا صاحب نے ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو ملحد اور زندیق کہا۔

قبل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افترا پردازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیا کے مسلک اور ان کے مقاصد کو باوضاحت بیان کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن صفائی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور آفتاب نبوت کی شعاعیں کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل و کمال حاصل نہیں ہو سکتا نہ اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر فضل و کمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہو گئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم

لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو جانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند ہو گئے تو صوفیائے کرام کا ریاضت و مجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے فیوض و برکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض و مستنیر ہونے کی امید رکھنا بھی لغو و بے معنی ہو گا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہو جائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہو گیا کہ اب کسی کو کوئی فضل و کمال نبوت کے دروازے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ وسوسہ شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل و کمال کو اس کی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے اور ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔ اس کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریع ہے عام اس سے کہ وہ امر و نہی قدیم ہو یا جدید شریعت و نبوت میں کچھ فرق نہیں نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ہر نبی تبشیر اور انذار پر مامور ہوتا ہے اور یہ ہی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہو گئے لیکن فیوض و برکات جاری ہونے کا یہ مطلب لینا بھی غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ دیکھئے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے اور بارگاہ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضان الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پا سکتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ

فیضان نبوت کے جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دیں گے۔ ملاحظہ ہو الیواقیت والجواھر جلد دوم صفحہ ۳۴۔

فَإِنْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِفِعْلِ الْمُبَاحِ قُلْنَا لَهٗ لَا يَخْلُوْا أَنْ يَّرْجِعَ ذَالِكَ الْمُبَاحَ وَاجِبًا فِيْ حَقِّكَ أَوْ مَنْدُوْبًا وَذَالِكَ عَيْنُ نَسْخِ الشَّرْعِ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ حَيْثُ صَيَّرْتَ بِالْوَحْيِ الَّذِيْ زَعَمْتَهُ الْمُبَاحَ الَّذِيْ قَرَّرَهُ الشَّارِعُ مُبَاحًا مَامُوْرًا بِهٖ يَعْصِيْ الْعَبْدُ بِتَرْكِهٖ وَإِنْ أَبْقَاهُ مُبَاحًا كَمَا كَانَ فِي الشَّرِيْعَةِ فَأَيُّ فَائِدَةٍ لِهٰذَا الْأَمْرِ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ مَلَكُ وَحْيِ هٰذَا الْمُدَّعِيْ۔ الخ۔

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ امر دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہوگا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ مامور یہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور اس امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ وَقَالَ الشَّيْخُ أَيْضًا فِي الْبَابِ الْحَادِيْ وَالْعِشْرِيْنَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ مَنْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

أَمَرَهٗ بِشَيْءٍ فَلَيْسَ ذَالِكَ بِصَحِيْحٍ إِنَّمَا ذَالِكَ تَلْبِيْسٌ لِأَنَّ الْأَمْرَ مِنْ قِسْمِ الْكَلَامِ وَصِفَتِهٖ وَذَالِكَ بَابٌ مَسْدُوْدٌ دُوْنَ النَّاسِ۔ الخ۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں فصل میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر وحی فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فَقَدْ بَانَ لَكَ أَنَّ أَبْوَابَ الْأَوَامِرِ الْإِلٰهِيَّةِ وَالنَّوَاهِيْ قَدْ سُدَّتْ وَكُلُّ مَنْ ادَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدَّعٍ شَرِيْعَةً أُوْحِيَ بِهَا إِلَيْهِ سَوَاءٌ وَافَقَ شَرْعَنَا أَوْ خَالَفَ فَإِنْ كَانَ مُكَلَّفًا ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَإِلَّا ضَرَبْنَا عَنْهُ صَفْحًا یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے۔ عام اس سے کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے (الیواقیت والجواھر جلد ۲ صفحہ ۳۴ طبع مصر۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمتہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی

طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ امر و نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں۔

اربعین نمبر ۲ ص ۷۰۶ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے فرمایا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔

پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہوگئیں ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا صاحب نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ دوسری یہ کہ مرزا صاحب حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں۔

اب میں ان مرزائی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں جنھوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہوگئی۔ غیر تشریعی جاری ہے لہٰذا مرزا صاحب کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہوگیا کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا صوفیا تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں۔

خود مرزا صاحب جو آپ کے غم خوار ہیں اور جن کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر آپ نے اس قدر پاپڑ بیلے انہوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور بول اٹھے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعت ہوں۔

مدعی ست گواہ چست والا معاملہ ہے۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو

دھوکا اور فریب دینا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نا مسلمان اور غیر ناجی کافر قرار دیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

مکتوبات مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم (حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳)

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳)

(اے مرزا) جو شخص تیری پیری نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (ص ۸ رسالہ معیار الاخبار)

خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا۔ حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۷

ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا صاحب کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجئے نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۲۵ طبع دوم)

مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب احکام جدیدہ اور شریعت کے مدعی ہیں۔ ناظرین کرام از راہ انصاف بتائیں

کہ مرزا صاحب کی نبوت تشریعی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔
پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت کے مدعی ہیں سراسر دجل و فریب نہیں تو کیا ہے۔

مزید تشریح:

ایک شہادت حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کرتے ہیں۔
(پس حصول کمالات نبوت مرتابعین را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست) یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لیے پیروی اور حصول کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کی منافی نہیں
مرزائیوں کا اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرنا یا تو حماقت ہے یا دیدہ دلیری ہم حیران ہیں حماقت کہیں یا دیدہ دلیری خیر دونوں ہی کہہ لیتے ہیں۔

ناروا کہیے نا سزا کہیے
کہیے کہیے انہیں برا کہیے

عبارت بالکل صاف ہے۔ یعنی مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کمالات نبوت کا حصول حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں اور مرزائی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ حضور کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ خدا جانے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ مرزائیو! اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا فارسی داں بھی سن پائے گا تو تمہیں کیا کہے گا کیا کمالات نبوت حاصل کرنے سے انسان نبی بن سکتا ہے پھر تو اخلاق اللہ حاصل کرنے سے خدا بھی بن جائے گا اس لیے کہ ارشاد ہوتا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اخلاق اللہ میں رنگے جاؤ۔ تو جو شخص اخلاق اللہ سے موصوف ہو جائے اسے خدا بن جانا چاہیے۔
اگر یہ صحیح ہے کہ انسان کمالات نبوت حاصل کرنے سے نبی بن جاتا ہے تو ہم

آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کمالات نبوت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حاصل کیے تھے کہ نہیں اگر کیے تھے اور یقیناً کیے تھے تو وہ نبی کیوں نہ بن گئے نیز مجدد صاحب یہ کمالات نبوت اپنے میں پائے جانے کے معترف تھے۔ انہوں نے دعوئ نبوت کیوں نہ کیا۔
نیز ہم اجماع امت کے بیان میں امام شعرانی کی اصل عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد مدعی نبوت اگر مراقی وغیرہ نہ ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور اگر مراقی ہو تو معذور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیے۔
علاوہ ازیں مرزائی حضرت محی الدین ابن عربی اور ملا علی قاری کی عبارات پیش کرتے ہیں مگر پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ بزرگ بھی ہر مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ضروری نوٹ:

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں کی کسی عبارت سے نبوت غیر تشریعی کا تاثر ملتا ہے تو ہم ان کو قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ خلاف شرع عبارتیں الحاقی ہیں۔ کسی یہودی یا عیسائی نے اسلام کی بنیادی تعلیم کو مسخ کرنے اور اولیاء امت سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لیے ان کے نام سے ایسی خلاف شرع باتیں ان کی کتابوں میں درج کر دیں۔
جیسا کہ امام احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص۳۰۸ پر تصریح فرمائی ہے۔
بہت سے اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں، جن کا مفصل بیان کتاب "الیواقیت و الجواہر" امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر

دیے ہیں۔ جس پر در مختار میں علامہ مفتی ابو السعود سے نقل کیا:

تَيَقَّنَّا اَنَّ بَعْضَ الْيَهُوْدِ اِفْتَرَاهَا عَلَى الشَّيْخِ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ

"ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ عبارتیں یہودیوں نے گھڑ دی ہیں"۔ (فتویٰ رضویہ)

اس لیے مرزائیوں کا ایسی عبارات سے (جو واقعتہً جعلی ہیں اور ان اولیاء کرام کی تصنیفات میں ایک سازش کے تحت درج کر دی گئی ہیں) مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف دلیل لانا غلط ہے۔ نیز سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی تصریحات کے خلاف کسی بزرگ سے بزرگ ترین شخصیت کی طرف منسوب بات کو ہم قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ان بزرگوں کی طرف منسوب کردہ جو عبارات قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہوں، ناقابل استدلال قرار دی جائیں گی۔

"الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کا جواب:

"مسئلہ ختم نبوت" کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن "الفضل" یعنی "الدجل" یا "الف ضل" نے مورخہ ۲۷ جولائی کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا جس میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں "الفضل" کے استدلات و شبہات کا نہایت متانت سے مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیادی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت تردید احمدیہ پاکٹ بک کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر ہمارے

مدلل و مسکت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ "الفضل" کے فریب سے بچ جائیں گے اور حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی۔ الفضل کا یہ نمبر ۲۴ صفحات کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الفضل:

۱۔ صفحہ ایک سے لے کر صفحہ ۹ تک نظمیں، نعتیں، ظفر اللہ کی تعریف، زمیندار پر لعن طعن۔ مرزا کے اقوال خبیثہ، خلیفہ کے خطبے وغیرہ درج ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مرزا جی عاشق رسول تھے اور غیر تشریعی نبوت کے دعویدار تھے۔ شریعت والی نبوت کے متعلق تو وہ بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ایسا نبی اب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ الفضل نے اپنے اس نمبر میں اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور عوام کو سخت دھوکہ دیا ہے۔

۲۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ پر نہایت دھوکہ و فریب سے کام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت والی نبوت منقطع ہے مگر غیر شریعت والی نبوت باقی ہے اور مرزا بھی غیر تشریعی نبوت کا دعویدار ہے۔

۳۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۶ پر آیات قرآنی کا غلط ترجمہ و تاویل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔

۴۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۷ تا ۱۸ پر بندگان دین ملا علی قاری محی الدین ابن عربی وغیرہ ذالک آئمہ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر تعین کر کے غیر تشریعی نبی کے آنے پر استدلال کیا گیا ہے۔

۵۔ الفضل صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۲۴ تک مختلف کارخانوں، کپڑوں کی دکانوں اور دوائیوں کے اشتہارات ہیں۔ شاید ان سے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ

مرزا جی نبی تھے۔

۶۔ الفضل صفحہ ۸ پر ایک اشتہار اٹھراہ کی دوائی کا بھی ہے نامعلوم اس دوائی سے بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ختم نبوت:

۱۔ مرزا صاحب عاشق رسول تھے یہ تھے وہ تھے اس کی حقیقت تو آپ کو "مسئلہ ختم نبوت" کے ہر صفحہ سے معلوم ہو جائے گی ہاں یہ بات کہ مرزا جی غیر تشریعی نبوت کے قائل اور دعویدار تھے اس کے مدلل جواب کے لیے آپ رسالہ ہذا کا مضمون "مرزائی نبوت اور حضرات صوفیائے کرام" کو بغور پڑھیں اس میں ہم نے مرزا جی کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا جی نے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ میں صاحب الشریعت نبی ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اس مضمون کو اور نمبر کو مرزائی ٹھنڈے دل سے اور انصاف کی نظر سے پڑھ لیں گے تو الفضل کی مکاری و کیادی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔

۲۔ الفضل کے اس دعویٰ اور استدلال کے رد کے لیے آپ "مسئلہ ختم نبوت" کے مضامین ختم نبوت از قرآن ختم نبوت از احادیث، ختم نبوت از اجماع، ختم نبوت از دلائل عقلیہ پڑھئے اس میں "الفضل" اور مرزائی پاکٹ بک کے تمام شبہات کا مفصل و مدلل اور جواب دیا گیا ہے۔

۳۔ اس کے مکمل و مدلل جواب کے لیے آپ مضمون اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جواب پڑھئے۔

۴۔ اس کے جواب کے لیے آپ مضمون مرزا صاحب کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام پڑھئے۔

۵۔ واقعی ان کے جوابات سے ہم بالکل عاجز ہیں۔

۶۔ اس کا تجربہ بھی مرزائی حضرات اور ان کی مستورات ہی کو ہوگا کیونکہ مستورات ہی اس گولی کو کھاتی ہیں۔

چوں چوں کا مربہ:

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب نے ایک سیدھا اور صاف دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں اور امرواقعہ بھی یہ ہی ہے کہ ایک سچے نبی و رسول کے دعویٰ میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس مرزا صاحب کے دعویٰ کو دیکھئے کہ وہ شیطان کی آنت کی طرح لمبے چوڑے متضاد اور مختلف ہیں اور ان کے تنوع و ندرت کا یہ عالم ہے کہ ایک انسان ان کی فہرس دیکھ کر ہی پریشان ہو جاتا ہے اور دعاوی کی کثرت و اختلاف کی بنا پر وہ یہ معین ہی نہیں کر سکتا کہ مرزا جی کیا تھے۔

دعاوی کی فہرس:

(۱) منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

(۲) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(اس بے شماری کے قربان)

اللہ ہوں:

میں نے نیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہوگیا کہ میں وہی اللہ ہوں پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور کہا ہم نے آسمانوں کو ستاروں سے سجایا ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۵)

اللہ کا فرزند ہوں:

حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۶ پر مرزا لکھتا ہے۔ کہ اسے اللہ نے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ اے مرزا تو میرے فرزند کی جگہ ہے۔

کرشن:

۲ نومبر ۱۹۰۴ء مرزا صاحب نے سیالکوٹ میں ایک لکچر دیا جس میں اپنے کرشن ہونے کا دعوٰی کیا۔ نیز البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶ پر اپنے آپ کو (ہے کرشن جی رودر گوپال) کہا ہے۔

اوتار

ہندوؤں کو مخاطب کر کے مرزا صاحب کتاب البشریٰ کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں برہمن اوتار (مرزا جی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔

آریہ:

کتاب البشریٰ جلد اول ص ۵۶ پر مرزا نے آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔

ابن مریم:

ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۸ پر لکھتے ہیں، نازل ہونے والا ابن مریم یہ ہی ہے۔

مسیح موعود:

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶۵ پر مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔

ظلی بروزی:

اس کے علاوہ مرزا جی نے نبوت، محمد، ظلی محمد، احمد، ظلی احمد، مسیح موعود، محمد مصلح، مجدد، محدث، مہدی جزوی ظلی نبی ہونے کا دعوٰی کیا ہے (مختلف کتب)

صور:

چشمہ معرفت کے ص ۷۷ پر لکھا ہے کہ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہیں۔

سنگ اسود:

البشریٰ جلد اول ص ۲۸ پر لکھا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا میں نے کہا سنگ اسود میں ہوں۔

عجیب دعوٰی:

البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۸ پر مرزا جی نے دعوٰی کیا ہے امین الملک جے سنگھ بہادر۔ اب دعاوی کی تو انتہا نہیں ہے کہاں تک ضبط تحریر میں لایا جائے اتنے کثیر اور مختلف دعاوی کے ہوتے ہوئے یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ مرزا جی نبی نہیں بلکہ چوں چوں کا مربہ تھے۔

مرزاجی کا فیصلہ---

بد تر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

نبوت کا ایک بہت بڑا عنصر اخلاق ہے اس دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے وہ خلق حسن کے پیکر اور اخلاق عالیہ کے حامل تھے لیکن اس کے برعکس اگر مرزا کے اخلاق اس کی سیرت اور اس کے کیریکٹر کو دیکھا جائے تو وہ ایسا ہے جس کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار ہے۔

بادہ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعوئی ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

پھر یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ خود امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد نے بھی تسلیم کی ہے وہ درثمین اردو کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں۔

بد تر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

۲- کتاب ست بچن کے ص ۲۱ پر لکھتے ہیں:

"گالی دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

بجا فرمایا بے شک جو گالی دے، بدزبان ہو، وہ سفلہ ہے کمینہ ہے، بیت الخلاء ہے اور ہر ایک بد سے بدتر ہے۔ اسے نبی و رسول مسیح و مجدد ماننا تو درکنار ایک صالح انسان کہنا بھی غلط ہے آیئے مرزا صاحب کے اس فتوے کی روشنی میں خود مرزا صاحب ہی کو دیکھئے کہ ان کا دہن کبھی بد زبانی سے آلود ہوا ہے؟

مرزا کی بد زبانیاں:

۱- خدائے تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔ تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳

۲- جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو گئے۔ (حیات احمدیہ، جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)

۳- آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں۔ (چشمہ معرفت ص ۱۱۶) لیجئے اب آپ مرزا صاحب کی پوری گوہر افشانی سنیئے۔

مسلمان حرام زادے کنجری کی اولاد:

الف- جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت و عناد کی راہ سے بکواس کرے گا.... اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا.... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہ ہی نشانی ہے۔ کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے (نور الاسلام ص ۳۰)

ب- كُلُّ مُسْلِمٍ يَقْبَلُنِيْ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِيْ اِلَّاذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا

(ترجمہ) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوئی پر ایمان لاتا ہے مگر زناکار کنجریوں کی اولاد (آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

شتر مرغ معلون شیطان:

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں.... محض یاوہ گو ژاژ خا ہیں.... مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ تا ۳۳ ملخصا)

علماء کی ایسی تیسی:

اے بد ذات فرقہ مولویان کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۱)

ب - اے بے ایمانو نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی تیسی۔ (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵)

جہاں سے نکلے تھے:

جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف و گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمدیہ جلد اول، نمبر ۳، ص ۲۵)

مرشد وقت حضرت پیر مہر علی:

شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے حق میں مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے ایک کذاب کی طرف سے کتاب پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیشن زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو معلون کے سبب ملعون ہوگئی۔ (اعجاز احمدی، ص ۷۵)

غزنوی جماعت پر لعنت:

مولوی عبدالحق غزنوی کا نطفہ ان کی بیوی کے پیٹ سے چوہا۔

الف - عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پاگیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

ب - عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ تا ص ۵۸)

مولوی ثناء اللہ عورتوں کی:

مولوی ثناء اللہ پر لعنت لعنت دس بار لعنت ایک بھیڑیے.... اے عورتوں کی عار ثناء اللہ اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل۔ (اعجاز احمدی)

ناظرین کرام:

مرزا جی کی گوہر افشانیوں کی فہرس تو بہت لمبی ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان مذکورہ بالا بد زبانیوں کو ذہن میں رکھ کر بنظر انصاف کہئے کہ جس کا ایسا کیریکٹر ہو جس کی زبان پر گالیوں کے سوا کچھ نہ ہو وہ نبی تو درکنار ایک مہذب انسان کہلانے کا بھی حقدار ہے یا نہیں؟

اس کے علاوہ:

خود مرزا جی کو اعتراف ہے اور انہوں نے یہ اعلان کیا ہے

۱- گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے (ست بچن ص ۲۰)

۲- بدتر ہر ایک بد ہے سے جو بدزبان ہے (درثمین ص ۱۷) پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔

۱- بدی کا جواب بدی سے مت دو (نسیم دعوت، ص ۳)

۲- گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (دافع الوسواس ص ۲۲۵)

ہے۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمد حوادث کے معیار پر آنجہانی کے دعاوی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں:

۱۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزول مسیح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں مسیحیت کے مدعی کے لیے ان کی مطابقت ضروری ہے۔

الف۔ یضع الجزیہ حضرت مسیح نزول کے بعد جزیہ معاف کریں گے۔

ب۔ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ اس وقت مال اسقدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج۔ وَتَکُوْنُ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا ایک سجدہ ایک رکعت پوری دنیا کے مال و دولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ کفر یکسر ختم ہو جائے تمام لوگ اسلام قبول کر لیں جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فَلَیُھْلِکُ اللّٰہُ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا مِلَّۃَ الْاِسْلَامِ۔

حضرت مسیح کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے صرف اسلام رہ جائے گا۔ غرض حضرت مسیح اپنی قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرما دیں گے۔ مرزا غلام احمد آئے ان کی ساری عمر رسمی مناظرات اور پیشہ ورانہ مباحثات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب حوادثات دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالم ﷺ سچے مسیح کی زندگی میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لیے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے بلکہ مسلمان اپنے مراحم خسروانہ سے انہیں جزیہ سے سبکدوش کر دیں۔ ان دونوں صورتوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے مرزا صاحب نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم و دوات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہو سکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے پہلی قسم کی جنگ تو شاید آنجہانی کے نزدیک ناجائز تھی لیکن ان کی خود ساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے۔ جن کے حملوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لا سکتی ارشاد ہے تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا۔ جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ چاپلوس اور متملق مسیح کے لیے احادیث میں کوئی مقام نہیں۔

۲۔ دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں حتی لا یقبلہ احد پر زور دیا گیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے آنے پر مال کی طلب ختم ہو گئی؟ روح اتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کر دیا؟ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا خاندان چندوں کے لیے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ، غرض تحصیل مال کے لیے کس قدر باطل راہیں تھیں، جھوٹے حیلے تھے جو اختیار کیے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ دولت مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے جو دنیا کو مال سے بے نیاز کر دے گا۔

۳۔ تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں گے۔ یہ نشان بھی تاحال پورا نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے

سامنے ہے نماز پنجگانہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

نمبر ۲ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُقَاتِلُنَّ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ (متفق علیہ)

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی حکومت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہو چکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا سیلاب دیکھنے سے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جا رہی ہے یہودیوں کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی وہ اس قدر مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے آنکھیں ملا سکیں۔

آج قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھئے کہ امریکہ برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح نے فلسطین میں ایک اسرائیل حکومت کی تقویت کے امکانات اجاگر کر دیے ہیں عرب روساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کر دیا۔

اقوام عالم کے سالہا سال کے دجل و فریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم کر لیا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رفقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال کر دیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد آئے اور چلے گئے نہ اس وقت کی کسی یہودی طاقت سے مرزا جی نے جہاد کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی کا مسیح ہونے کا دعویٰ باطل محض ہے۔

خاتم المرسلین

از مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور

یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَ اَبْهَرُ مِنَ الْاَمْسِ (سورج سے زیادہ روشن اور کل گزشتہ سے زیادہ واضح) ہے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دانائے کل غیوب سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات و التسلیمات نے تقریباً ۱۳۵۹ سال قبل ازیں پیشنگوئی فرمائی کہ سَيَكُوْنَ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ الخ (ابوداوٗد ترمذی مشکوۃ باب الفتن) ضرور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا انہیں جھوٹوں کا خوشہ چین مرزا قادیانی ہے۔ اس کے کذب پر ہزاروں علمائے کرام نے ہزاروں کتابیں رسالے شائع فرمائے ہیں۔ مندرجہ ذیل تحریر سے بھی اس کے کذب پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے تا نبی آخرالزماں ﷺ (روحی فدا) جتنے انبیاء و مرسلین گزرے ہیں ان کے نام کا پہلے کوئی شخص نہ تھا لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (پ ۱۶ س مریم) اس پر شاہد مگر مرزا صاحب سے پہلے بیسوں غلام احمد گزرے ہیں۔ لہٰذا ان کا نام جھوٹوں کی فہرست میں درج ہے۔

۲۔ عموماً انبیاء علیہم الصلوۃ کے اسماء مفرد تھے مثلاً آدم، موسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ، محمد علیہم الصلوۃ والسلام مگر مرزا صاحب کا نام مرکب ہے لہٰذا وہ کاذب ہے۔

۳۔ مرزا صاحب (بلکہ ان کا تمام خاندان بیوی بچے) مراق وغیرہ میں مبتلا تھے اور مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی بات قابل اعتبار ہے۔ لہٰذا وہ کاذب ہے مراقی کا نبی نہ ہونا مرزا صاحب کی تصنیف کتاب البریہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ اور ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۰ مصنفہ ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی میں ہے۔ اور مرزا صاحب کا مراقی ہونا سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ اور ریویو جلد نمبر ۵ ص ۲۶ میں موجود ہے۔

۴۔ بموجب اقوال صحیحہ نبی مرد ہی ہوئے ہیں اور وہ ہر عیب اور نقص سے مبرا و

پاک تھے مگر مرزا صاحب میں حیض اور حاملہ ہونا اور درد زہ میں مبتلا ہونا پایا جاتا ہے
آپ کشتی نوح ص ۴۷ میں فرماتے ہیں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور دس ماہ تک حمل رہا۔
الخ اور درد زہ تنے کھجور کی طرف لے گئی اور اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ اور حقیقت الوحی
ص ۱۴۳ مطبوعہ ضیاء السلام قادیان میں آپ کے حیض کا ثبوت ہے اور قاضی محمد یار
مرید مرزا صاحب اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی میں فرماتے ہیں کہ آپ
(مرزا صاحب) پر اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا (شرم، شرم، شرم) مرزا صاحب کا الہام کہ ربنا عاج (او
کمال قال) ہمارا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے (افسوس غیرت) لہٰذا آپ راستباز انسان
نہیں ہیں۔

۵۔ نبی ﷺ کا جہاں انتقال ہوا وہیں مدفون ہیں مگر مرزا صاحب نے لاہور
کیلیانوالی سڑک کے قرب و جوار میں دنیا سے کوچ فرمایا۔ مگر ان کو خر دجال پر سوار کر
کے ایسے ڈبہ میں جہاں عموماً آدمی سوار نہیں کیے جاتے۔ قادیان لے جایا گیا اور بوقت
روانگی اسٹیشن لاہور ان پر وہ پھولوں کی بارش ہوئی کہ الامان، الامان کسی معمر لاہوری
وغیرہ شخص سے اس کی تشریح پوچھ لو لہٰذا ایسا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

کجا مہدی کجا دجال ناپاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۶۔ رسول اکرم ﷺ کا ام المومنین زینب اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
آسمان پر نکاح ہوا اور بحکم خداوندی آپ نے زمین پر بھی نکاح کر لیا مگر مرزا صاحب
قادیانی نے ــ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" متبنی بن کر پیشگوئی کی کہ محمدی بیگم کے
ساتھ میرا نکاح ہوگا آپ بقیہ عمر سر پٹک پٹک کر حیلے بہانے بنا کر دھمکیاں دے دے کر
مرگئے مگر نکاح نہ ہو سکا اور نہ ہوا۔ اور اپنی حسرت دل میں ہی لے کر چلتے بنے
(هیہات)

۷۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کی شان مبارک اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ اِنَّهٗ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا سب راستباز اور پاکباز تھے ان کے آباؤ اجداد بھی راستباز۔
امہ صدیقہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے مگر مرزا صاحب کے بیسیوں کذبات شمار کیے
گئے اور پیشینگوئیاں غلط نکلیں لہٰذا آپ جھوٹے ہیں۔

۸۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب كَالشَّمْسِ فِي النَّهَارِ سچے
ہوتے رہے مگر آپ کے خواب باوجود متبنی ہونے کے جھوٹے نکلے۔ مرزا صاحب کے
ایک پٹھانکوٹی مرید مسمی ایم عبدالکریم ناقد مبلغ و کارکن جماعت مرزائیہ قادیانیہ اسی وجہ
سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور حقیقت مرزائیت اور تحقیق ناقد ۱۳۶ صفحہ کی کتاب
لکھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہادی پائیں کی آج تک کوئی خواب پوری
نہیں ہوئی۔ سوائے ایک خواب کے جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ بخاری آپ کا ازار
بند کھول رہا ہے، دو تین دفعہ بخاری نے ازار بند کھولا مگر حضرت والا نے پاجامہ نہ
اترنے دیا۔ "الفضل" تفصیل دیکھو (تحقیق ناقد ص ۳ مطبوعہ ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ
پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور ۱۹۳۶ء)

۹۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فریضہ حج کو ترک نہیں کیا مگر مرزا صاحب نے
باوجود اپنی پیشینگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (بہ تحقیق ناقد) فریضہ حج ادا
نہیں کیا بلکہ یہ کہہ دیا کہ اب مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا اور مقام حج قادیان
بنا لیا ہے لہٰذا وہ کاذب اور دجال ہے۔

۱۰۔ انبیاء کا کلام و خلق تمام خوبیوں کا حامل ہوتا تھا مگر مرزا صاحب کی دشنام
طرازی و دریدہ دہنی اس کی کتاب براہین احمدیہ جس کو وہ قرآن کی طرح کہتا ہے ظاہر و
باہر ہے۔ الامان۔ لہٰذا وہ کاذب ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔ تفصیلات مفصلات میں ہے یہ
مختصر مشتے نمونہ از خروارے واند کے از بسیارے ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت

از مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب
خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثنا کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک کی آیات کثیرہ اور بیشمار احادیث نبویہ شاہد و دال ہیں۔ خصوصاً آیہ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قرآن کی نص قطعی ہے جس میں انکار و شک اور احتمال و توہم کی بالکل گنجائش نہیں۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ کئی آیات سے ظاہر ہے وہاں اپنے لاڈلے حبیب کے متعلق وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے جب کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوۃ والسلام نے حضور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرما دیا لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (مشکوۃ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا البتہ عمر ہوتا تو حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہی نہیں اور یہی نہیں بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (متفق علیہ) یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو مولا علی

باوجود یکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم نبوت کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون ہونے سے پیدا ہو سکتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (بخاری شریف، جلد ثانی) اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروق اعظم و سیدنا مولا علی و سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ تابعین اور ان کے بعد والے اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم و حضرت غوث اعظم وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا مرزائے قادیانی جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد ہونے کا ہی انکار کرتا ہے اور کبھی حائضہ و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے غرضیکہ جسے سو سو دفعہ پیشاب آئے دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو اور اس سے نہ صرف خلاف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت دجال، کذاب مرتد خارج از اسلام ہے وہ اور اس کے ماننے والے جہنم کا ایندھن ہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا حضور کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ آئمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں چنانچہ "اعلام بقواطع الاسلام" میں ہے قَالَ الْحَلِيْمِيُّ لَوْ تَمَنّٰى فِيْ زَمَنِ نَبِيِّنَا اَوْ بَعْدَهٗ اَنْ لَّوْ كَانَ نَبِيٌّ فَيَكْفُرُ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَا فَرْقَ بَيْنَ تَمَنِّيْ ذٰلِكَ بِاللِّسَانِ اَوِ الْقَلْبِ اھ مُخْتَصَرًا۔ امام حلیمی نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ ے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا ان

صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ وہ تمنا زبان سے ہو یا دل میں۔ سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (جزاء اللہ عدوہ) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے۔ اسی "اعلام بقواطع السلام" میں ہے۔ "وَاضِحٌ تَکْفِیْرُ مُدَّعِی النُّبُوَّةِ وَیَظْهَرُ کُفْرُ مَنْ طَلَبَ مِنْهُ مُعْجِزَةً لِاَنَّهٗ بِطَلَبِهٖ لَهَا مِنْهُ مُجَوِّزٌ لِصِدْقِهٖ مَعَ اسْتِحَالَتِهٖ الْمَعْلُوْمَةِ مِنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَةِ" مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدوہ) اب خود ہی خیال فرمایئے کہ مسئلہ ختم نبوت کس قدر نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ڈبل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی یا اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا اپنا امام و پیشوا جاننا تو درکنار ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

یادرکھنے کی باتیں:

امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کی آخری تصنیف "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" جھوٹے مدعی نبوت قادیانی کے رد میں بہترین کتاب ہے۔

فتنہ قادیانی کے خلاف مسلم زعما حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اور پیر ولایت شاہ گجراتی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۱۹۵۳ء عیسوی میں فتنہ قادیانی کے خلاف باقاعدہ تحریک مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان کی قیادت میں چلائی گئی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا مرکز مسجد وزیر خان لاہور بنا رہا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران علماء اسلام کو قید و بند کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا جب کہ مولانا محمد عبدالستار نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔

۲۲/ فروری ۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان جنرل یحیٰ پر مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ نے دوران ملاقات واضح کیا کہ ایم ایم احمد کو مشرقی اور مغربی پاکستان کے لوگ سخت ناپسند کرتے ہیں اس کی غلط اقتصادی منصوبہ بندی کی بنا پر ملک مسلسل مقروض ہوگیا ہے۔

(ہفت روزہ "چیمان" کراچی بحوالہ نورانی، ۸/ مئی ۱۹۷۲ء)

قادیانیت ذریت کے خلاف ۳۰/ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کی جس پر ۳۷ ارکان نے دستخط کیے۔

اس قرار داد پر دو دیوبندی علماء عبدالحکیم اور غلام غوث ہزاروی کے دستخط موجود نہیں، حالانکہ وہ اس وقت قومی اسمبلی میں موجود تھے آخر کیوں؟

قائد اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ قرار داد پر تاریخی فیصلہ ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہوا جس کے نتیجے میں قادیانی ذریت غیر مسلم اقلیت قرار پائی۔